

دعوت و تبلیغ کی اہمیت و فضیلت

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمَّا وَقَعَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ فِي الْمَعَاصِي نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا فَجَالَسُوهُمْ فِي مَجَالِسِهِمْ وَآكَلُوهُمْ وَشَارِبُوهُمْ فَضَرَبَ اللَّهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَلَعَنَهُمْ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ . (ترمذی، ابو داؤد)

”جب بنی اسرائیل نافرمانی کے کاموں میں پڑ گئے تو ان کے علماء نے ان کو منع کیا مگر وہ باز نہ آئے۔ پھر (بھی) وہ ان کی مجلسوں میں ان کے ساتھ بیٹھتے رہے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان (علماء اور عوام) سب کے دلوں کو آپس میں خلطل کر دیا۔ (یعنی عوام کے دلوں کی سیاہی علماء کے دلوں پر بھی اثر انداز ہونے لگی) پھر ان (سب) پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانی لعنت کی۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے تجاوز کرتے تھے۔“

نفل روزے کی شرعی حیثیت

(۳) صرف ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنا: حضرت الصماء بنت بسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَصُومُوا يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِيهَا افْتِرَاحٌ عَلَيْكُمْ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا لِحَاءَ عَنَبٍ أَوْ عُودَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضُغْهُ)) (ابوداؤد کتاب الصیام، باب النہی ان یخص یوم السبت بصوم، رقم: ۲۴۲۱) ”ہفتے کے دن روزہ نہ رکھو سوائے فرضی روزے کے۔ اگر تمہارے پاس کوئی چیز نہیں سوائے انگور کا چھلکا یا درخت کا تنکا پائے اسی کھالے یعنی ہفتہ کے دن روزہ توڑے۔“

(۴) مسلسل افطاری کے بغیر پورے سال روزہ رکھنا: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ)) (سنن ابن ماجہ کتاب الصیام باب ماجاء فی صیام الدھر رقم: ۱۷۰۶) ”اس شخص کا کوئی روزہ نہیں جو ہمیشہ مسلسل روزہ رکھے اور افطاری کے بغیر روزہ رکھتا ہو۔“

حضرت عبداللہ بن شخیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: (ب) ((مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ)) (ابن ماجہ کتاب الصیام باب ماجاء فی صیام الدھر رقم: ۱۷۰۵) ”جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ ہی افطار کیا یعنی روزہ چھوڑا۔“

(۵) وصال سے بچو: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ: ((إِيَّاكُمْ وَالْوَصَالَ . (لَا تُوَاصِلُوا فَأَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحْرِ)) ”تم میں سے کوئی وصال روزہ نہ رکھے اگر تم میں سے کوئی وصال روزہ رکھنے کا ارادہ کرے تو اس وقت تک وصال کرے یہاں تک کہ سحری کا وقت ہو جائے۔“ (بخاری کتاب الصوم باب الوصال الی السحر رقم: ۱۹۶۷) وصال کا مطلب: آدمی ارادی طور پر دو یا دو دن سے زیادہ افطار نہ بھی کرے۔ مسلسل روزہ رکھے نہ رات کو کچھ کھائے نہ ہی سحری کے وقت۔

(۶) شک کے دن روزہ رکھنا: حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ: ((مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ)) (سنن نسائی کتاب الصیام باب صیام یوم شک رقم: ۲۱۹۰۔ ابوداؤد، رقم: ۲۳۳۴) ”جس شخص نے مشکوک دن میں روزہ رکھا اس نے ابوالقاسمؓ کی نافرمانی کی۔“

(۷) استقبال رمضان کا روزہ رکھنا: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَقْدَمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ)) ”تم میں سے کوئی رمضان کا استقبال ایک روزہ یا دو روزہ کے ساتھ نہ کرو مگر وہ شخص مسلسل روزہ رکھتا ہو وہ رکھ لیں۔“

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين مسلم رقم: ۱۰۸۲)

فہرست

	دعوت و تبلیغ کی اہمیت و فضیلت	جواہر پارے
	نفل روزے کی شرعی حیثیت	کلمہ طیبہ
	کنواں	اداریہ
2	(حافظ احمد شاکر)	
4	(مولانا ارشاد الحق اثری)	درس قرآن
	تفسیر سورۃ فاطر..... (۳۱)	
7	(حافظ محمد اشرف سعید)	درس حدیث
	توفیق الباری	
9	(مفتی سعید اللہ خان عقیف)	احکام و مسائل
	قربانی کے مسائل و آداب	
13	(حافظ انس مدنی)	احکام و مسائل
	قربانی کے احکام و مسائل	
20	(مولانا عزیز زبیدی)	احوال آخرت
	دوزخیوں اور جنتوں کی کہانی..... (۵)	
27	(اوریا مقبول جان)	نقطۂ نظر
	میر اللہ فرق واضح کر دیتا ہے	
29	(محمد سلیم چنیوٹی)	تبصرۂ کتب
	مجلس اتحاد ملت کے اغراض و مقاصد	شعر و ادب
	(مولانا ظفر علی خان)	

کنواں

ہمارے من کا کنواں اس وقت تک صاف نہ ہوگا جب تک اس سے اعمالِ سیئہ کا مردار نہ نکالیں گے۔ دو تین ہفتے سے سرکاری مشینری، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا یوم تو یہ واستغفار کا ڈھونڈورا پیٹ رہا ہے۔ وفاقی حکومت تو شاید صرف ایک عدد اشتہار چھاپ کر ہی فرض کفایہ ادا کر کے فارغ ہو چکی ہے وہ حسب معمول اپنے سیاسی داؤ پیچ، حکومتی کارگزاریوں، عملی و زبانی جمع خرچ، عوام کو طفل تسلیوں اور سرکاری مصنوعات..... تیل، گیس، بجلی..... کی قیمتیں بڑھانے میں مصروف یا مشغول ہو چکی ہے۔ صوبائی حکومت عوام کو آگاہی مہم، احتیاطی تدابیر، علاج میں ممکن سہولتوں کی فراہمی اور خادم پنجاب بڑی تن دہی کے ساتھ عوام اور مریضوں کی خدمت میں مصروف ہیں لیکن معذرت بلکہ ہمدردی کے ساتھ عرض ہے کہ کیا معاشرے میں رائج اور ہماری روحوں میں رچے بسے ان متفق علیہ گناہوں کے احساس سے بھی عام مسلمانوں کی آگاہی کے لیے بھی کوئی مہم چلائی گئی ہے کہ ہم سب ان گناہوں سے توبہ کریں، ان میں سے جو چھوڑ سکیں چھوڑ دیں اور باقی گناہوں کے چھوڑنے کا ارادہ بھی کریں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے اس کی توفیق بھی طلب کریں؟ مثلاً عوامی سطح پر بے حیائی، جھوٹ، دھوکہ، بڑی سطح پر بدعنوانی اور ظلم بلکہ اس سے آگے سوچیں تو ترکِ صلاۃ کہ گلی گلی محلے محلے میں گونجتی اذانیں سن کر ہم میں سے کتنے لوگ نماز پڑھنے جاتے ہیں؟ کتنے کاروبار بند کرنے ہیں؟ کیسٹوں کے ذریعے قرآن کریم کی بلند آواز سے تلاوت لگا کر گپیں باتلنا، باہمی ٹھٹھے کرنا کیا یہ ”لا تسمعوا لهذا القرآن والغو فیہ“ میں نہیں آتا؟ کیا ان بے عملیوں کے اثرات بلکہ سختی ہمارے دین اور رزق کو متاثر نہ کریں گی؟ معیشت کے عالمی شاطروں نے جب سے سود کو ”اسلامی کرنے“ جو کوششیں شروع کر رکھی ہیں کیا یہ اللہ تعالیٰ سے جنگ نہیں؟ پھر وہ علماء و فقہاء جو اس عالمی یہودیہ نے..... اسلامی بینکاری کی..... سازش کو فقیہانہ اگر مگر کی مشاورت کے نام پر دلائل مہیا کر رہے ہیں کیا اس سے اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں نہیں آئے گا؟ کیا ہر شہر میں کوئی نہ کوئی ایسی قبر نہیں جس پر شرک صریح، صاحب قبر کے نام پر چڑھاوے، عجز و نیاز کی حالت جو عبادت الہی کے ساتھ خاص ہے، نہیں بنائی جاتی؟ کیا بعض بد نصیب ان قبروں پر..... معاذ اللہ..... سجدے نہیں کرتے؟ کیا اس طرح کے شرک کو کسی بھی حالت میں معافی کے بغیر اللہ تعالیٰ نے معاف نہ کرنے کا بار بار اعلان نہیں فرمایا؟ کیا یہ عمل اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی غیرت کو لاکارنے کے مترادف نہیں؟ زنا، شراب نوشی، جوار و خشک اشاعت یہ سب کبیرہ گناہ ہیں لیکن شرک تو اکبر الکبائر ہے۔ ہم جب تک من حیث القوم ان گناہوں کو اول درجہ میں گناہ سمجھیں پھر ان سے توبہ نہ کریں، ان کو چھوڑنے کا ارادہ نہ کریں تو پھر توبہ کیسی؟ حکومت اگر اس میں مخلص ہو تو اختلاف فکر و نظر کی صورت میں مختلف المسالک کے علماء کے اجتماع اور مشاورت سے مصالحت و اتفاق کی کم از کم حدود کا تعین کیا جاسکتا ہے لیکن یہ تب ہوگا جب ہم ان کو گناہ سمجھیں اور عوام الناس کو ان کی وعید، جنم کا بار بار قرآن میں ذکر ہے، سے آگاہ کریں۔

کوئی اور ڈھنگ دیکھئے:

لیجے پاکستان میں عدل کا بول بولا ہو گیا! وہ عدل جو آج تک نواب زادہ لیاقت علی کا قاتل تلاش نہ کر سکا، جو سقوطِ مشرقی پاکستان کے کرداروں کا تعین نہ کر سکا، جو بھٹو مرحوم کے جوان بیٹوں کے خون ناحق کی ٹوہ نہ لگا سکا، کراچی میں جن ہزاروں کشتگانِ ستم کا خون رزقِ خاک ہوا یا یہ عرش کو تھامے انصاف کی طلب گاران کی تڑپتی روحوں کی چیخوں کو نہ سن سکا، جو حادثہ بہاولپور کی تہہ تک نہ پہنچ سکا، جس کی آنکھوں سے بے نظیر کے قاتل ابھی تک اوجھل ہیں۔ لیکن اس عدل کا کمال دیکھئے کہ اس نے ایک گورنر کے قتل کا فیصلہ کمال انصاف کے ساتھ ایسے موقع پر سنایا جب پوری قوم اے۔ پی۔ سی کے اعلامیہ پر متفق ہو رہی ہے عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ ممتاز قادری کو دو مرتبہ سزائے موت دی جائے! اور دو لاکھ کا جرمانہ بھی۔ بہت حوصلہ ہے اسلامی ملک کی اس عدالت کا جس نے شہادت کی تمنا کرنے والے اس ممتاز قادری کو سزائے موت دینے کا اعلان کیا جو سزا سن کر..... اخباری اطلاعات کے مطابق..... پھولے نہ مارا تھا کہ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

ممتاز قادری کے قانون ہاتھ میں لینے کی تائید کسی نے کی ہے اور نہ ہی کی جانی چاہیے لیکن ہماری جو عدالتیں برٹش لاء کی بنیاد پر بنے ہوئے قانون کے تحت

ہمیشہ مجرم کو بچانے کے بے شمار حیلے تراشتی اور مجرم کو بچاتی ہے کبھی غیرت انسانی کبھی وقتی اشتعال اور کبھی بے قابو جذبات کی آڑ لے کر بچاتی اور فائدہ پہنچاتی ہیں کیا غیرت ایمانی کی استثناء کی اس میں کوئی صورت نہ تھی؟ اگر پاکستانی قانون کی بنیاد قرآن وحدیث ہوتے تو پھر یقیناً ہوتی لیکن اس قانون کی تو عمارت ہی برٹش لاء پر ہے اس میں غیرت ایمانی یا دیوانگی حب محمد ﷺ کی دفعہ کیوں کر ہو سکتی ہے؟ جرائم کے بڑے بڑے..... منشیات، اغوا برائے تاوان، ڈکیتیوں..... کے مجرموں کو ایک نہیں شک کے بیسیوں حیلے نکال کر ان کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا ہے تو وہ حیلے اور قانونی موٹوگیاں یہاں استعمال نہیں کی جاسکتی تھیں؟ سنانے والے محترم منصف کو بھی بالآخر روز محشر حوض کوثر پر رحمۃ للعالمین کا سامنا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حضور بھی پیش ہونا ہے کیا وہاں پیش ہونے کا یہ حوصلہ کر سکیں گے؟ جس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سوانہ کوئی سایہ ہوگا اور نہ ہی شافع محشر نبی ﷺ کے علاوہ کوئی شفیع اور سفارش کرنے والا ہوگا! خدا را سوچئے اور شب کی تنہائی میں قبلہ رخ لیٹ کر خود کو قبر میں تصور کر کے سوچئے کہ جب منکر نکیر ”من نبیک“ کا سوال کریں گے تو اس وقت..... اس فیصلے کے بعد..... آپ کو کیا جواب سوچئے گا؟ غازی علم الدین شہید کے بارے میں تو سنا تھا کہ جب اسے اپنے فعل سے ایک بار انکار کے عوض جان بخشی کی پیش کش کی گئی تو انہوں نے انکار کی بجائے پھانسی کے پھندے کو بڑھ کر چوم لیا تھا اور شہادت سے سرفراز ہو گئے تھے۔ اب اخبارات نے ممتاز قادری کی شہادت کی خبر پر جو خوشی بیان کی ہے وہ تو آنکھوں دیکھی بات ہے۔ یہ رتبہ ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

تحریک مجاہدین کے امیر مولانا یحییٰ علی صادق پوری کو جب صلیبی استبداد نے سزائے موت سنائی تو ان کا چہرہ سرخ ہونا اور وزن بڑھنا شروع ہو گیا انگریز سپرنٹنڈنٹ جیل کو جب اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے حیران ہو کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ ملازمین نے بتایا کہ وہ شہادت کی خوشی میں سرشار ہو رہے ہیں تو اس نے فوراً ان کی سزائے موت کو منسوخ کر کے ان کی داڑھی منڈوا دی کہ سزا کا مقصد تو ذہنی اذیت دینا اور خوف میں مبتلا کرنا مقصود تھا۔ سو حضرات منصفین آپ کو یہ اطلاعات یقیناً مل چکی ہوں گی کہ ملزم تو فرط مسرت سے جھوم رہا ہے اس کو ذہنی اذیت میں مبتلا کرنے کا کوئی اور ڈھنگ سوچیں!

یہ وقت احتیاط ہے:

اے۔ پی۔ سی کے مشترکہ اعلامیہ ”جس میں حکومت“، عسکری قیادت اور سیاست دان ایک نکتہ ”تلاش امن“ پر متفق ہوئے ہیں، کے بعد وطن عزیز کے استحکام میں تخلص غیر سیاسی حلقے کی چھٹی حس منتظر تھی کہ کسی ایسے ہنگامے کی جس میں اے۔ پی۔ سی کا اعلامیہ گم ہو جائے۔ چنانچہ ادھر اے۔ پی۔ سی کا اعلامیہ جاری ہوا ادھر ممتاز قادری کیس کا فیصلہ سنا دیا گیا۔

کم و بیش مہینہ بھر سے لاہور جہاں ڈینگ کی زد میں تھا اور وہاں ڈینگ کی کمک کے لیے لوڈ شیڈنگ بھی زوروں پر تھی۔ اس کو عنوان بنا کر ۲ اکتوبر کو لاہور میں ہنگاموں کی ابتداء ہو گئی۔ سینڈ گزٹ یہ تھا کہ یہ ممتاز قادری کے خلاف فیصلے کا رد عمل ہے جس کا فدا یان رسالت کی طرف سے اظہار کیا گیا ہے جب کہ اخبارات نے ان ہنگاموں کو لاہور کی طویل ترین لوڈ شیڈنگ کے خلاف احتجاج بیان کیا۔

ظاہری صورت حال یہ ہے کہ میاں شہباز شریف جناب صدر کو متوجہ کرنے پر مجبور ہو گئے کہ جناب صدر! اگر یہ سازش ہے تو اس کا تذکرہ ہونا چاہیے لاہور کی صنعت و تجارت تباہ ہو رہی بلکہ تباہ ہو چکی ہے۔ لیکن وفاقی حکومت کے سر پر جوں تک نہیں ریگ رہی۔ ڈینگ آگئی کے ایک نیم سرکاری اجلاس جس میں پنجاب حکومت کے سیکرٹری منصب کے ایک صاحب کے علاوہ بعض حضرات دیگر بھی شامل تھے وہاں ڈینگ وائرس کا لاہور میں حملہ آور ہونے کو ایک شریک محفل نے پنجاب حکومت کے خلاف ایک منصوبہ کہا جس کی تردید بھی ممکن نہیں اور تائید بھی مشکل۔

فدا یان رسالت سے درخواست ہے کہ وہ احتجاج ضرور کریں لیکن پنجاب حکومت کو اعتماد میں لے کر۔ شریف خاندان کی دینی تربیت کے پیش نظر توقع ہے کہ وہ اس احتجاج کا بھرپور موقع دے گی بشرطیکہ سرکاری وغیرہ سرکاری املاک کو کسی بھی درجہ میں نقصان نہ پہنچایا جائے۔ باقی رہی لوڈ شیڈنگ تو یہ مرکزی حکومت کے دانے دینے کا مسئلہ ہے سرکاری و شہری املاک کو تباہ کرنے سے اس مسئلے نے تو حل کیا ہونا ہے امن وامان کے عنوان پر مشترکہ اعلامیہ پر عمل درآمد اگر ناممکن نہ بھی ہو تو مؤخر ضرور ہو جائے گا جو کہ طاغوت کی عین منشا ہے۔ اس لیے ہماری درخواست ہے کہ ہر طبقہ (مذہبی، سیاسی، اقتصادی، معاشرتی) کو اس وقت متحد ہو کر حکومت کو مشترکہ اعلامیہ پر عمل درآمد کے لیے مجبور کرنا چاہیے کہ اسلام کی عظمت و مسلمانوں کی بھلائی اور وطن عزیز کے استحکام کے لیے یہ نہایت ضروری ہے۔

تفسیر سورۃ فاطر

مولانا ارشاد الحق اثری

﴿جَنَّتٌ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا يُحَلِّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ﴾ (فاطر: ۳۳)
”ہیشگی کے باغات، جن میں وہ داخل ہوں گے، ان میں انہیں سونے کے نگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس ان میں ریشم ہوگا۔“

یہ انہیں وارثین کتاب حق کے لیے جنت کی بشارت ہے۔ ﴿يَدْخُلُونَهَا﴾ میں وہ تینوں گروہ شامل ہیں جو سب کے سب بالآخر جنت میں جائیں گے۔ خواہ بغیر محاسبہ کے جیسے سابقین ہیں یا خواہ حساب لیسر یعنی کچھ محاسبہ کے بعد جیسے مقتصدین ہیں۔ خواہ سزا پانے کے بعد جو ظالمین ہیں۔ قرآن پاک کا ظاہر سیاق اسی کا متقاضی ہے جمہور مفسرین کی بھی یہی رائے ہے۔ بلکہ احادیث پاک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام کی روایت قبل ازیں ہم ذکر کر آئے ہیں۔ ”ظالمین“ کی سزا کی نوعیت مختلف ہوگی۔ بعض وہ ہیں جنہیں محشر میں روک لیا جائے گا اور ان کی قسمت کا فیصلہ جلدی نہیں ہوگا۔ یہ مدت کتنی طویل ہوگی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے گا اور انہیں جنت میں جانے کا حکم فرمائے گا۔ بعض ظالمین ایسے بھی ہوں گے جن سے شرک کے علاوہ کچھ سنگین نوعیت کے جرائم سرزد ہوئے ہوں گے۔ جیسے عمد ا قتل مسلم ہے، سود ہے، یا مال یتیم کھانے والے، زکوٰۃ نہ دینے والے، نماز نہ پڑھنے والے، تکبر کرنے والے، رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والے، اور دیگر اُن کبار کا ارتکاب کرنے والے جن کے بارے میں جہنم کی وعید ہے۔ انہیں سزا کے بعد بالآخر جنت میں داخل کیا جائے گا۔

بعض مفسرین کی یہ رائے ہے کہ جنت کی بشارت ”سابقین بالخیرات“ کے لیے ہے۔ رہے پہلے دو گروہ تو انہیں اشارہ ہے کہ اپنے انجام کی فکر کریں اور اپنی حالت سے نکل کر آگے نکلنے کی کوشش کریں۔ یہ رائے علامہ زنجیزی کی ہے اور اس میں ان کے اعتزال کا اثر ہے۔ یہی رائے امام رازی اور مولانا اصلاحی کی بھی ہے۔ مگر پہلے ہم حضرت عباس، مجاہد، حسن بصری سے نقل کر آئے ہیں کہ وہ ”ظالم“ سے کافر مراد لینے کے ساتھ ساتھ جنت کی بشارت کا مستحق مقتصدین اور سابقین کو بھی قرار دیتے ہیں اور سورۃ الواقعہ میں بیان ہونے والے مراتب ثلاثہ کی طرح ظالم کو اصحاب المشئمہ اور مقتصدین کو اصحاب المیمنہ اور سابقین کو سابقین الاولین میں شمار کرتے ہیں۔ اور مولانا اصلاحی نے اس کا حوالہ بھی دیا ہے اس لیے یہاں صرف ”سابقین بالخیرات“ ہی کو جنت کی بشارت کا حق دار سمجھنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

﴿جَنَّتٌ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا﴾ عدن کے معنی کسی جگہ قرار پکڑنے اور ٹھہرنے کے ہیں جس میں ہیشگی کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ کیوں کہ جہاں اطمینان ہو وہی ہمیشہ رہنے کی جگہ ہو سکتی ہے۔ اور وہ جنت ہے نہ کہ دنیا۔ امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ﴿جنت عدن﴾ یعنی رہنے کی جگہ کو پہلے ذکر کیا اور اس میں داخل ہونے کو بعد میں۔ اس لیے کہ اس اسلوب بیان میں داخل ہونے والے کو اطمینان دلانا ہے اور داخلے سے پہلے مدخل و مسکن کا تعارف ہے تاکہ اسے کوئی توقف و تامل نہ ہو۔

﴿يُحَلِّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ﴾ ﴿يُحَلِّوْنَ﴾ میں اشارہ ہے کہ انہیں فوراً جنت میں داخل کیا جائے گا اور جنت میں داخل

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے، ایک روایت میں ہے کہ اکیدر دومہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ریشم کی ایک چادر تحفتاً بھجوائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے ہاتھوں سے ٹٹولتے اور اس کی نرمی پر تعجب کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَتَعْجَبُونَ مِنْ لَيْنِ هَذِهِ؟ لَمَنْدِيلٍ سَعَدَ بَنِ مَعَاذٍ خَيْرٍ مِنْهَا. (بخاری: ۳۸۰۲، ۵۸۳۶ وغیرہ)

”کیا تم اس کی نرمی پر تعجب کرتے ہو؟ سعد بن معاذ (جنت میں) رومال اس سے بہتر ہے۔“

اس لیے دنیا کی کسی چیز کو جنت کی اشیاء سے کوئی تناسب نہیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی خاتون کو جو موتی پہنائے جائیں گے ان میں سے کم تر درجے کے موتی کی روشنی مشرق و مغرب کو روشن کر دے گی۔

(ابن حبان، احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَبْلُغُ حَلِيَّةُ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ.

”مومن کا جہاں تک وضو پہنچتا ہے وہاں تک اس کا زیور پہنچے گا۔“ (مسلم: ۲۵۰ وغیرہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل جنت کے زیور کا ذکر فرمایا کہ ان کو سونے چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے جن میں موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہوں گے، ان پر بادشاہوں کی طرح تاج ہوں گے، چہرے بے ریش ہوں گے، آنکھیں سرگیں ہوں گی۔ (ابن کثیر)

مومن مرد کے لیے دنیا میں ریشم کا لباس حرام ہے۔ اسی طرح سونے کا زیور بھی حرام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ میں ریشم دوسرے میں سونا لیا پھر فرمایا:

اِنَّ هٰذِيْنَ حَرَامٌ عَلٰى ذٰكُوْر اُمْتِي. (أبو داود):

(۴۰۵۷، نسائی: ۵۱۴۸)

ہوتے ہی انہیں سونے کے کنگن پہنا دیئے جائیں گے۔ یوں نہیں کہ ان کی قسمت کا فیصلہ ہونے کے بعد پہلے کنگن پہنائے جائیں گے پھر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ گویا جنتی ہونے کے اعلان کے بعد اتنی تاخیر بھی نہیں ہوگی۔ (رازی وغیرہ)

”اساور“ جمع الجمع ہے۔ یہ ”اسورۃ“ کی جمع ہے اور اس کی جمع ”سوار“ ہے۔ اور اس سے قبل ”من“ تبعوضیہ ہے۔ یعنی سونے کے بنے ہوئے بعض کنگن پہنائے جائیں گے۔ یہ مقربین کا زیور ہوگا ان کے علاوہ ”ابرار“ کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے جیسے ان کے بارے میں سورۃ الدھر میں ہے ﴿وَحُلُّوْا اَسَاوِرَ مِنْ فِصْصَةٍ﴾ (الدھر: ۲۱) اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ مگر علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ہر جنتی کے ہاتھ میں ایک سونے کا ایک چاندی کا اور ایک موتیوں کا کنگن ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے سونے کے زیورات میں موتی جڑے ہوئے ہوں۔

﴿وَلَوْ لَوَّا۟ وَلَبَّاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ﴾ سونے کے علاوہ موتیوں کے زیور پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔ کفار سونے کے زیورات کو شرف و فضل سمجھتے تھے۔ فرعون نے بھی کہا تھا:

﴿فَلَوْ لَا اَلْقٰی عَلَیْہِ اَسُوْرَةٌ مِّنْ ذٰہَبٍ﴾ (الزخرف: ۵۳)

”پس اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے۔“

دنیا کے بادشاہوں کا عموماً لباس بڑے کروفر کا ہوتا تھا۔ ریشم کا لباس، اس پر ہیرے و جواہرات جڑے ہوئے، ہاتھوں میں سونے کے کنگن، ہیرے و جواہرات سے مرصع تاج، گلے میں بھی زیورات۔ اور یہ ہوتے تھے ایک خطے اور علاقے کے بادشاہ۔ مگر ایک جنتی کو اور وہ بھی جو سب سے آخر میں جنت میں جائے گا، اس زمین سے سات گنا جنت کا بادشاہ بنا دیا جائے گا۔ باقی آسائش اور آرام کا تو یہاں تصور ہی کیا ہے؟ اس کے شاہی لباس کا دنیا کے تناظر میں یہ ایک تصور ہے ورنہ کہاں دنیا کے یہ زیورات اور کہاں جنت کے زیورات و ملبوسات۔ شتاتن بینہما

”بے شک یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔“
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
من لبس الحریر فی الدنيا لم یلبسہ فی
الآخرة . (بخاری: ۵۸۳۴ وغیرہ)
”جو دنیا میں ریشم پہنتا ہے وہ جنت میں ریشم نہیں پہنے گا۔“
بلکہ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا:

من لبس الحریر فی الدنيا لم یلبسہ فی
الآخرة ، وان دخل الجنة لبسہ اهل الجنة ولم
یلبسہ . (نسائی کبریٰ: ۴۷۱/۵، رقم: ۹۶۱۱۔ ابن
حبان: ۳۹۷/۷، رقم: ۵۴۱۳)
”جو دنیا میں ریشم پہنتا ہے وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔
اور اگر جنت میں داخل ہوا تو اہل جنت اسے پہنیں گے، وہ
اسے نہیں پہنے گا۔“

ریشم اور سونا پہننا ہی حرام نہیں بلکہ سونے اور چاندی کے برتن
میں کھانا پینا بھی حرام ہے اور ریشم کے بستر بھی حرام ہیں۔ چنانچہ
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نهانا النبی ﷺ ان نشرب فی آنية الذهب
والفضة، وأن نأكل فیها، وعن لبس الحریر
والديباج وان نجلس علیه . (بخاری: ۵۸۳۷)
”نبی ﷺ نے ہمیں سونے، چاندی کے برتنوں میں پینے اور
کھانے سے منع فرمایا، اور ریشم اور دیباج پہننے سے اور ان پر
بیٹھنے سے منع فرمایا۔“

”دیباج“ اسے کہتے ہیں جس کا پیٹا ریشم کا ہو۔ ابن ابی لیلیٰ
فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے انھوں نے پینے کے
لیے پانی طلب کیا تو ایک دہقان نے چاندی کے پیالے میں پانی
پیش کیا۔ انھوں نے اُسے پھینک دیا اور فرمایا: میں اسے نہ پھینکتا، میں
نے اسے اس سے منع کیا مگر وہ باز نہیں آیا، اس لیے اسے پھینک دیا

ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”سونا، چاندی، ریشم، دیباج یہ دنیا میں کافروں کے لیے
ہیں اور جنت میں تمہارے لیے۔“ (بخاری: ۵۶۳۲، ۵۸۳۱)
بلکہ مسلم وغیرہ میں ہے کہ انھوں نے اس پیالے کو توڑ دیا اور اسے
اس کے منہ پر مارا تھا۔ (فتح الباری، ج: ۱۰، ص: ۹۵)
ضرورتاً دو انگلیوں کے برابر ریشم کا ٹکڑا پیوند کے طور پر لگانے کی
اجازت ہے۔ اسی طرح خارش کی وجہ سے آپ ﷺ نے حضرت
زبیر اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دی تھی۔
(بخاری)
عام حالات میں مردوں کے لیے اس کا لباس بہر حال حرام ہے
اور سونا پہننا بھی حرام ہے۔ عورتوں کے لیے ریشم اور سونا پہننا جائز
ہے تاہم ریشم کے بستر دونوں کے لیے حرام ہیں اور مرد چاندی کی
انگوٹھی پہن سکتے ہیں، اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا بھی
دونوں کے لیے حرام ہے۔

توفیق الباری

”الادب المفرد“ للبخاری کا اردو ترجمہ مع تشریحات و فوائد

از حضرت نواب سید صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ

تسہیل: حافظ محمد اشرف سعید (نیوکول شمالا مارباغ۔ لاہور)

کپڑے اتار لوں اور سو جاؤں اس وقت بھی میرے پاس کوئی نہیں آتا۔“

باب: أكل الرجل مع امرأته

آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ کھانا

۱۰۸۵ . عن عائشة رضي الله عنها قالت: كنت أكلُ مع النَّبِيِّ ﷺ حَيْسًا فَمَرَّ عَمْرُ فَدَعَاهُ فَأَكَلَ فَأَصَابَتْ يَدُهُ إِصْبَعِي، فَقَالَ: حَسَّ لَوْ أَطَاعُ فَيَكُنَّ مَا رَأَتْكَ عَيْنٌ، فَتَزَلَ الْحِجَابُ. (صحيح)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حیس کھا رہی تھی (جو کہ بھجور اور ستوکا ایک مرکب ہوتا ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں دعوت دی وہ بھی کھانے میں شریک ہو گئے اتفاقاً کھانے کے دوران ان کا ہاتھ میری انگلی سے لگا۔ اوہو (بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا۔ یہ کلمات معذرت خواہانہ تھے) وہ کہنے لگے اگر عورتوں کے بارے میں میری بات مان لی جائے تو کوئی آنکھ تمہیں نہ دیکھ سکے، تب پردہ کا حکم نازل ہوا۔“

۱۰۸۶ . عن أم حبيبة بنت قيس - وهي خولة، وهي جليلة خارقة بن الحارث - أنه سمعها تقول: اختلفت يدي ويد رسول الله ﷺ في إناء واحد. (سنن أبي داود)

”حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے غلام سالم بن سرح رضی اللہ عنہ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ بیان کرتی تھیں کہ میرا اور رسول

باب: العورات الثلاث

پردے کے تین اوقات

۱۰۸۴ . عن ثعلبة بن أبي مالك القرظي، أنه ركب إلى عبد الله بن سويد - أخى بني حارثة بن الحارث - يسأله عن العورات الثلاث، وكان يعمل بهن، فقال: ما تريد؟ فقلت: أريد أن أعمل بهن، فقال: إذا وضعت ثيابي من الظهيرة لم يدخل علي أحد من أهلي بلغ الحلم إلا بإذني إلا أن أدعوه فذلك إذنه، ولا إذا طلع الفجر وعرف الناس حتى تصل الصلاة، ولا إذا صليت العشاء ووضعت ثيابي حتى أنام. (صحيح)

”حضرت ثعلبہ بن مالک قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن سويد اخي بني حارثہ بن حارث کے پاس سوار ہو کر گئے تاکہ ان سے عورات ثلاثہ (سورہ نور) کے متعلق دریافت کریں۔ وہ خود اس پر عمل کرتے تھے۔ انہوں نے پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں بھی اس پر عمل کرنا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ جب میں دوپہر کو کپڑے اتارتا ہوں تو میرے پاس کوئی بالغ میری اجازت کے بغیر مجھ پر داخل نہیں ہوتا مگر یہ کہ میں خود اس کو بلاؤں، یہ میری طرف سے اجازت ہوتی ہے۔ اور دوسرا وقت جب طلوع فجر ہو جائے اور لوگ پچپانے جا سکیں اس وقت تک کہ میں نماز نہ پڑھ لوں۔ اور تیسرا وقت جب نماز عشاء پڑھ کر

اللہ ﷻ کا ہاتھ ایک برتن میں گھوما کرتا تھا۔“
یہ واقعہ آیاتِ حجاب نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

باب: إذا دخل بیتاً غیر مسکون
بے آباد گھر میں داخل ہونے کے متعلق

۱۰۸۷. عن عبد اللہ بن عمر قال: إذا دخل
البيت غیر المسکون فليقل: السلام علينا
وعلى عباد اللہ الصالحين. (حسن الإسناد)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی غیر
مسکون گھر (جہاں کوئی نہ رہتا ہو) میں داخل ہو تو اسے
”السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين“ کہنا چاہیے۔“

۱۰۸۸. عن ابن عباس قال: ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا
غَيْرَ بِيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ط
وَاسْتَشْنَى مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ﴿كَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ
تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ ط وَاللَّهُ
يَعْلَمُ مَا تَبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ﴾ (صحیح الإسناد)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ”اپنے گھر کے سوا
کسی گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ انہیں بتا
نہ لو اور وہاں رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔“ اور اس آیت
سے استثنیٰ کرتے ہوئے یہ آیت پڑھی ”تمہارے لیے کوئی
گناہ نہیں ہے اگر تم غیر مسکونہ گھروں میں داخل ہو جہاں
تمہارا سامان ہو۔ اللہ تعالیٰ (تمہارے ظاہر اور باطن کو جانتا
ہے) جس کو تم ظاہر کرتے اور تم چھپاتے ہو۔“

باب: قول اللہ: ﴿لَيْسَتْ أَيْمَانُكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾

غلاموں کو اندر آنے کی اجازت لینی چاہیے

۱۰۸۹. عن ابن عمر: ﴿لَيْسَتْ أَيْمَانُكُمْ الَّذِينَ
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ قال: هي للرجال دون
النساء. (ضعيف الإسناد)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سورہ نور کی اس آیت کی

تلاوت کرتے ہوئے فرمایا: ”تمہارے غلاموں کو بھی گھر
میں آنے کی اجازت اسی طرح مانگنی چاہیے۔“ اس میں یہ
حکم مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں۔“

باب: قول اللہ: ﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ﴾

جب لڑکے بالغ ہو جائیں

۱۰۹۰. عن ابن عمر، أنه كان إذا بلغ بعض
ولده الحلم عزله فلم يدخل عليه إلا بإذن.

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کوئی لڑکا بالغ ہو جاتا تو اسے
علحدہ کر دیتے تھے۔ وہ اجازت کے بغیر گھر میں داخل نہیں
ہوتا تھا۔“ (صحیح الإسناد)

باب: يستأذن على أمه

اپنی ماں سے اجازت لے کر آنا

۱۰۹۱. عن علقمة قال: جاء رجل إلى عبد
الله قال: أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي؟ فقال: ما على كل
أحيانها تحب أن تراها. (صحیح الإسناد)

”حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک آدمی حضرت
عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ان سے سوال کیا: کیا میں اپنی والدہ
کے پاس جاتے وقت بھی اجازت مانگوں؟ انہوں نے کہا تم
ہر وقت اسے دیکھنا پسند نہیں کر سکتے۔“

کچھ اوقات ایسے ہوتے ہیں ممکن ہے وہ کپڑے اتارے بیٹھی
ہوں۔ اس لیے اجازت لے کر جاؤ۔

۱۰۹۲. عن مسلم بن نذير يقول: سأل رجل
حذيفة فقال: أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي؟ فقال: إن لم
تستأذن عليها رأيت ما تكره. (حسن الإسناد)

”مسلم بن نذیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا میں اپنی والدہ کے
پاس آتے وقت اجازت مانگوں؟ آپ نے کہا اگر تو نے
اجازت نہ مانگی تو ممکن ہے کہ تم وہ کچھ دیکھو جس چیز کو تم پسند
نہ کرو گے۔“

قربانی کے مسائل و آداب

مفتی عبید اللہ خان عقیف (بانی جامع مسجد امۃ العزیز اہل حدیث، رحمت ٹاؤن فیصل آباد)

یادگار ابراہیم علیہ السلام:

جیسا کہ ہر مسلمان مرد و عورت کو معلوم ہے کہ قربانی نہ صرف ایک اہم عبادت ہے بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند جلیل حضرت اسماعیل ذبح اللہ علیہ السلام کی یادگار بھی ہے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ”یہ قربانیاں کیا ہیں؟“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تمہارے بابا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔“ (رواہ احمد وابن ماجہ۔ مشکوٰۃ: ۱۶)

لہذا اسے اگر شرعی احکام و آداب کے تحت سنت نبویہ کے مطابق ادا نہ کیا جائے تو اس کی روح اور ثواب کے ضائع اور رائیگاں جانے کا خطرہ ہے۔ چنانچہ ”فقہائے حدیث“ الدین النصیحة (بخاری) اس کے احکام و آداب بیان کیے جاتے ہیں۔ واللہ الموفق ونعم المعین۔ (عقیف)

عبید الاضحیٰ کا بہترین عمل:

عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ: ”ما عمل ابن آدم من عمل يوم النحر أحب إلى الله من إهراق الدم.“ (رواہ الترمذی وابن ماجہ، مشکوٰۃ، ص: ۱۲۸)

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کو کوئی عمل اتنا زیادہ پسند نہیں جتنا خون بہانے (قربانی ذبح کرنے) کا عمل محبوب ہے۔“

قربانی کا اجر و ثواب:

وإنه ليأتى يوم القيامة بقرونها وأشعارها

وظلافها وإن الدم يقع من الله كان قبل أن يقع بالأرض فطيبوا بها نفساً. (ترمذی: ۱۴۹۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن جانور کے سینگوں، بالوں اور اس کی کھریوں کا بھی وزن ہوگا۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت پالیتا ہے، پس خوش دلی کے ساتھ قربانی دیا کرو۔“

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مذکورۃ الصدر حدیث کے آخر میں ہے:

قالوا فما لنا يا رسول الله ﷺ قال بكل شعرة حسنة قالوا فالصوف يا رسول الله قال بكل شعرة من الصوف حسنة.

(رواہ احمد وابن ماجہ، مشکوٰۃ، ص: ۱۲۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت! ہمیں قربانی کا کتنا اجر و ثواب ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر ایک بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ صحابہ نے پھر سوال کیا کہ (بھیڑ، دنبہ اور اونٹ وغیرہ کی) اون کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ اون کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت:

قرآن مجید میں مفسرین کے مطابق اس عشرے کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورہ حج میں فرمایا:

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ

مِّنْ بَّهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۚ﴾ (الحج: ۲۸)

”اور ایام معلومات میں اللہ کا نام لیں۔ ان چار پاؤں پر جو

اللہ نے ان کو عطا فرما رکھے ہیں۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کے مطابق ایام معلومات سے مراد ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری، مجاہد، قتادہ، امام شافعی، امام احمد رحمہم نے بھی یہی دن مراد لیے ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ان ایام میں اللہ کا ذکر خاص اہمیت رکھتا ہے۔

سورہ فجر کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے اس عشرے کی راتوں کی قسم اٹھائی ہے:

﴿وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝ وَاللَّيْلِ ۝ إِذَا يَسْرِ ۝﴾ (الفجر: ۱-۴)

”صبح کی قسم اور (ذی الحجہ) دس راتوں کی قسم اور جفت اور طاق کی قسم اور رات کی جب وہ گزرنے لگے۔“

اگرچہ وہ دس راتوں کا لفظ عام ہے مگر حضرت جابر کی ایک مرفوع حدیث کے مطابق اس سے عشرہ ذی الحجہ کی پہلی راتیں مراد ہیں۔ وتر (طاق) سے مراد یوم عرفہ یعنی نو (۹) ذی الحجہ اور شفع (جفت) سے مراد یوم النحر (دس ذی الحجہ) ہے۔ امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس لیے جمہور مفسرین اسی طرف گئے ہیں کہ اس سے ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں مراد ہیں۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس روایت کے موقوف ہونے کی تصحیح کی ہے۔

کتنا بابرکت عشرہ ہے جس کے دنوں اور راتوں کی اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے۔ علاوہ ازیں ان مبارک دنوں کی فضیلت میں کئی ایک احادیث منقول ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

عن ابن عباس عن النبی ﷺ ما من ایام العمل فیہن أحبُّ إلی اللّٰح من ہذہ الايام العشر قالوا ولا الجہاد قال ولا الجہاد .

(صحیح البخاری: ۹۶۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس عشرہ میں کوئی عمل خیر جتنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اتنا کسی اور دن نہیں ہوتا عرض کیا: کیا

جہاد بھی اتنا افضل نہیں؟ فرمایا: جہاد بھی نہیں۔“

عشرہ ذی الحجہ اور کثرت ذکر الہی:

ان ایام میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تہلیل و تکبیر بہ کثرت کرتے رہنا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ: ”ما من ایام أعظم عند اللہ ولا أحب إلیہ من العمل فیہن من ہذہ الايام العشر فأکثروا فیہن من التہلیل والتکبیر والتحمید .“ (رواہ أحمد: ۷۵/۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں سے زیادہ عظمت والے نہ کوئی دن ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو اس عشرہ کی بہ نسبت اور دنوں کا عمل خیر زیادہ محبوب ہے۔ اس عشرہ میں لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کا وظیفہ بہ کثرت کیا کرو۔“

عشرہ ذوالحجہ کے روزے:

عن حفصۃ قالت: أربع لم یکن یدعہن رسول اللہ ﷺ صیام یوم عاشوراء والعشر وثلاثۃ ایام من کل شہر والرکعتین قبل الغداء .

(رواہ احمد والنسائی)

”حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ چار کام کبھی نہ چھوڑتے تھے: (۱) دسویں محرم کا روزہ، (۲) عشرہ ذی الحجہ کے ۹ روزے، (۳) ہر ماہ کے تین روزے، (۴) اور نماز فجر کی دو سنتیں۔“

عن أبی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال: ما من ایام أحب إلی اللہ أن یتعبد لہ فیہا من عشر ذی الحجہ یعدل صیام کل یوم منها بصیام سنہ و قیام کل لیلة منها بقیام لیلة القدر . قال أبو عیسیٰ: ہذا حدیث غریب أي ضعیف . (تحفة الاحوذی، ج: ۲، ص: ۵۹، باب ما جاء فی العمل فی

میدانِ عرفات کا روزہ نہ رکھیں گے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے حاجی کو میدانِ عرفات میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔
با آواز بلند تکبیرات کہنا:

صحیح البخاری، باب فضل العمل فی ایام التشریق میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿ایام معلومات﴾ میں اللہ کا ذکر کرو۔ ان ایام معلومات سے مراد عشرہ ذی الحجہ ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما جب ان دنوں بازار کی طرف نکلتے تو با آواز بلند تکبیریں کہتے اور دوسرے لوگ بھی ان کی اقتدا میں تکبیریں پڑھتے تھے:

وکان ابن عمر وأبو هريرة يخرجان إلى السوق في الأيام العشر يكبران ويكبر الناس بتكبيرهما. (صحیح البخاری، ج: ۱، ص: ۱۳۲)

قربانی کی تعریف:

اللہ تعالیٰ کا تقرب اور نزدیکی حاصل کرنے کی غرض سے عید الاضحیٰ کے موقع پر اونٹ، گائے، دنبہ، بھیڑ اور بکری ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔

مشروعیت:

قرآن مجید میں ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنْحَرْ ۝﴾ (الکوثر: ۲)

”نبی! اپنے رب (کی یاد) کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔“

نیز فرمایا:

﴿وَالْبَدَنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۚ صَلِّ فَأَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۚ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝﴾ (الحج: ۳۶)

”اور قربانی کے اونٹوں کو بھی ہم نے اللہ کے نام کی ادب والی چیزوں میں سے بنایا ہے ان میں تمہارا فائدہ ہے (دین

ایام العشر)

”عشرہ ذی الحجہ کے علاوہ دوسرے دنوں میں کی گئی عبادت اللہ تعالیٰ کو اتنی محبوب نہیں جتنی اس عشرہ کی عبادت محبوب ہے۔ اس عشرہ کا ایک ایک روزہ سال بھر کے روزے کے برابر اور ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔“

وجہ فضیلت:

عشرہ ذی الحجہ کی اس فضیلت اور مزیت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں نماز، صدقہ، روزہ اور حج ایسی چار امہات العبادۃ ہوتی ہیں جب کہ دوسرے کسی عشرہ کو یہ مزیت اور خوبی میسر نہیں۔

اعتراض: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشرہ ذی الحجہ کے روزے رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔

جواب: آپ ﷺ نے سفر یا مرض کی وجہ سے یہ روزے چھوڑے ہوں گے، علاوہ ازیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان روزوں کا علم نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ نے واقعاً یہ روزے نہ رکھے ہوں۔

یوم عرفہ کا روزہ:

عن أبي قتاده قال قال رسول الله ﷺ: صوم يوم عرفة يكفر سنتين ماضية ومستقبله وصوم يوم عاشوراء يكفر سنة ماضية. (رواه الجماعة الا البخاری والترمذی، نیل الاوطار، ج: ۴، ص: ۲۶۷)
”جناب ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عرفہ (نوذی الحجہ) کا روزہ گزشتہ اور آئندہ دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور دسویں محرم گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔“

(۱) وضاحت: آئندہ سالوں کا کفارہ بننے کا مطلب یہ ہے کہ اس روزے کی برکت سے گناہوں سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے، یا پھر اس کی برکت سے توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

(۲) وضاحت: عرفہ کا روزہ غیر حاجی کے لیے ہے۔ حاجی لوگ

(الأنعام: ۱۶۲، ۱۶۳)

کے مقام کو چھونے لگتا ہے۔

۲: احيائے سنت ابراہیمی۔

۳: اظہار تشکر: جانوروں کی اس تسخیر پر کہ اللہ تعالیٰ نے عید الاضحیٰ کے اس مبارک موقع پر اکل و شرب کی فراوانی مہیا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی اس عنایت پر اس کا بالفعل شکر ادا کیا جائے، جیسا کہ فرمایا:

﴿فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعُمُوا الْقَانِعَ وَ

الْمُعْتَرِطَ﴾ (الحج: ۳۶)

(جاری ہے)



ضرورتِ رشتہ

ایک نوجوان، قوم راجپوت، دو مربع زرعی اراضی کا مالک، عمر ۲۵ سال کے لیے لاہور یا اس کے قرب و جوار سے ہم پلہ رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکے کی تعلیم میٹرک ہے۔ لڑکی دین اسلام کے شعائر کی پابند ہونی چاہیے۔ بذریعہ ڈاک رابطہ کریں۔

(ح، ث، معرفت ہفت روزہ الاعتصام، ۳۱ شیش محل روڈ، لاہور)

اور دنیا کا) ان پر، جب وہ پاؤں بندھے کھڑے ہوں (یعنی نحر کے وقت) اللہ کا نام لو۔ پھر جب وہ کروٹوں کے بل گر جائیں تو خود بھی ان میں سے کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے فقیر اور مانگنے والے فقیر دونوں کو کھلاؤ۔ ہم نے اس طرح ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے اس لیے تم شکر کرو۔“

ان آیات کریمات سے معلوم ہوا کہ قربانی ایک مشروع عمل ہے اور ایک متوارث کارِ خیر اور شعائرِ اسلام ہے جو آج سے سات آٹھ ہزار برس پہلے سے چلی آرہی ہے۔

قربانی کی حکمتیں:

اس میں بہت سی حکمتیں کارفرما ہیں۔ چند ایک حوالہ قرطاس کی جاتی ہیں:

۱: تقرب الی اللہ کا حصول: جب ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے عید کی نماز پڑھتا اور قربانی کا جانور ذبح کرتا ہے تو اس کا رابطہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح استوار ہو جاتا ہے کہ ﴿لَإِنْ صَلَّائِیْ وَنُصَّیْ وَمَحْیَیْ وَمَمَّائِیْ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهُ ۚ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ﴾

کارروائی اجلاس مجلس شوریٰ دارالدعوة السلفیہ، لاہور

دارالدعوة السلفیہ لاہور کی مجلس عاملہ کا اجلاس مورخہ ۹ جولائی ۲۰۱۱ء ادارہ کے سینئر نائب صدر مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ قرآن مجید کی تلاوت اور سابقہ اجلاس کی کارروائی کی توثیق کے بعد عاملہ کے نئے ارکان کی تقرری اور ان کی تشریف آوری پر ان کا زبردست اور پر جوش استقبال کیا گیا۔

ادارہ کی سابقہ روایات کے مطابق سالانہ افطاری کے لیے ۸ رمضان المبارک کی تاریخ طے کی گئی اور اس کی منظوری دی گئی۔ تنفیج الرواۃ کی تخریج کے کام کا جائزہ لیا گیا اور اجلاس نے یہ محسوس کیا کہ یہ کام درست خطوط پر اور مناسب رفتار میں جاری ہے۔ لہذا اسے بلا رکاوٹ جاری رہنا چاہیے۔ تاہم بڑھانے کی کوشش کی جائے۔

ادارہ کے سالانہ حسابات میں خسارہ کے پیش نظر یہ تجویز کیا گیا کہ ماہ رمضان کی آمد سے دو چار ماہ قبل ایک بار پھر اصحابِ خیر سے رابطہ کرنا چاہیے تاکہ ایک سال کا خرچ اسی سال کی آمد میں سے پورا ہو سکے۔

مہنگائی کے پیش نظر ادارہ کے ارکان کی تنخواہوں میں اضافہ کی منظوری دی گئی۔ رمضان المبارک میں ادارہ کی طرف سے شائع کرنے کے لیے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کے مضامین شائع کرنے کی منظوری دی گئی۔ (ادارہ دارالدعوة السلفیہ)

قربانی کے احکام و مسائل

ابوالمرجان حافظ انس مدنی رحمۃ اللہ علیہ (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

عید گاہ سے لوٹنے پر قربانی کریں گے۔“ (صحیح بخاری: ۹۶۸) سے جہاں اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ قربانی نماز عید سے پہلے نہیں ہو سکتی، خواہ شہر ہو یا دیہات۔ وہاں یہ بھی واضح ہے کہ قربانی کا حکم ہر مسلمان کے لیے ہے، چاہے وہ کہیں بھی ہو کیونکہ حاجی تو عید الاضحیٰ کی نماز ہی نہیں پڑھتے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حکم غیر حاجیوں کے لیے ہے۔

حکمت قربانی:

- 1: اس کے ذریعے اللہ رب العزت کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ (سورۃ الکوثر: ۲)
- 2: قربانی امام الموحدين سيدنا ابراهيم عليه السلام کی سنت کا احیا ہے۔ (سورۃ الصافات: ۱۰۲، ۱۱۱)
- 3: عید کے دن کنبہ و خاندان پر وسعت کی جاتی ہے اور فقراء و مساکین میں اللہ رب العزت کی رحمت عام ہوتی ہے۔
- 4: چوپائے جانوروں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمارے لیے مسخر کر دیا ہے۔ قربانی اس نعمت پر اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنا ہے۔ (الحج: ۳۶، ۳۷)

فضیلت قربانی:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دس ذی الحجہ کو ابن آدم خون بہانے سے بڑھ کر اللہ عزوجل کے ہاں کوئی بہتر عمل نہیں کرتا۔ یہ جانور روز قیامت اپنے سینگوں، کھروں اور بالوں سمیت آئیں گے اور خون کے زمین پہ گرنے سے پہلے اللہ عزوجل کے ہاں اس کا ایک مقام ہوتا ہے۔ سو تم قربانی خوش دلی سے کیا کرو (نیز یہ کہ

عید قربان اسلامی شعائر میں عید الفطر کی طرح ایک عظیم تہوار ہے جو ہمیں سنت ابراہیمی کے عظیم الشان اور فقید المثال واقعے کی یاد دلاتا ہے۔

عید قربان محبت الہی اور اطاعت والدین کے نمونوں کو دہراتی ہے اور یہ عید اللہ رب العزت کی ویسی ہی محبت اور والدین کے ساتھ اسی طرح کے حسن سلوک اور اطاعت گزاری کا مطالبہ کرتی ہے جو اس کے پس منظر سے نمایاں ہے۔ یہی وہ تقویٰ اور حقیقت ہے جو قربانی سے مقصود ہے ورنہ اللہ رب العزت کو نہ تو خون سے کچھ غرض ہے اور نہ گوشت کی طلب۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ قربانی کے جانور کی گردن پہ چھری چلانے سے پہلے اپنے ذاتی افکار و جذبات، خیالات و احساسات اور اپنے من پسند مزاج کے گلے پر چھری پھیرے اور دل کے کہنے پر نہیں بلکہ اللہ رب العزت اور پیارے نبی محمد ﷺ کے حکم پر چلنے کا پختہ ارادہ کر لے، اللہ عزوجل کے ڈر اور آخرت میں جواب دہی کے خوف سے گناہوں سے دستبردار ہو جائے۔

مشروعیت قربانی:

فرمانِ ربی ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (سورۃ الکوثر: ۲)

”پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔“

اس آیت کریمہ میں مکہ مکرمہ یا حج کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ ان قیود سے قطع نظر نماز کے بعد قربانی کا حکم دیا گیا، وہ بھی بصیغہ امر جو اکثر وجوب کے لیے آتا ہے۔ اس سے قربانی کی مشروعیت مؤکد طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں نبی رحمت ﷺ کے فرمان ہے:

”آج (دس ذی الحجہ کو) ہم سب سے پہلے عید پڑھیں گے، پھر

تمہیں اس کی ہر بات کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔“

(جامع ترمذی وقال حسن و سنن ابن ماجہ)

سبحان اللہ! بالوں کا شمار اللہ کے سوا بھلا اور کون کر سکتا ہے!

روح قربانی:

قربانی کی روح یہ ہے کہ مسلمان اللہ رب العزت سے اس قدر محبت کرے کہ اپنا سب کچھ اس کی راہ میں قربان کر دے حتیٰ کہ اگر ضرورت پڑے تو اپنی ہاں ہاں! اپنی جان تک کی قربانی سے دریغ نہ کرے، نیز اللہ عزوجل کی محبت کے مقابلے میں دنیا کی تمام محبتوں سے دستبردار ہو جائے۔

فرمانِ ربی ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ (سورة البقرة: ۱۶۵)

”اور اہل ایمان تو اللہ رب العزت کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔“

جس کو دیکھو لڑ رہا ہے ماء و من کے واسطے کر رہا ہے جان کو قربان تن کے واسطے سب تو ہیں شمشیر و زن قوم و وطن کے واسطے تو اٹھا تلوار ذوالمنن کے واسطے مسلم خوابیدہ اٹھ! ہنگامہ آرا تو بھی ہو ماند سب ہوں مہر بن کر آشکارا تو بھی ہو

ناجائز مال سے قربانی:

ناجائز کاروبار میں ہر وہ کاروبار شامل ہے جس میں حرام اور ممنوع چیزوں کی خرید و فروخت ہو۔ جیسے شراب، تمباکو، فیون، ہیروئن اور فلموں وغیرہ کے کاروبار۔ ایسے کاروبار کرنے والے جب تک یہ کاروبار نہ چھوڑیں۔ اسی طرح کمائی کے ناجائز طریقے اختیار کرنے والے کا قربانی اور صدقہ و خیرات کرنا مذاق ہے کیونکہ مال کمانے کے تعلق سے جو ہدایات اللہ رب العزت نے دی ہیں۔ ان کو تو یہ مانتے نہیں ہیں پھر قربانی کرنے کا کیا مطلب!

لہذا اللہ کے بندو! ہمیں اس بات کی بہت فکر کرنی چاہیے کہ کہیں

ہم حرام تو نہیں کھا رہے کیونکہ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

”بلاشبہ وہ گوشت جو حرام سے نشوونما پائے آگ کے زیادہ

لائق ہے۔“ (ابن حبان: ۵۵۴۱)

ممانعت حجامت:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کوئی شخص قربانی

کا ارادہ رکھے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔“

(صحیح مسلم: ۱۹۷۷)

نیز جو شخص قربانی کی طاقت نہیں رکھتا وہ بھی اس حدیث شریف پر عمل کرے اور نماز عید پڑھ کر حجامت کروائے، ناخن کاٹے اور زیر ناف بال صاف کرے۔ اس کے اس جذبہ و شوق اور اس حالت کے بنانے پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کو قربانی کا ثواب عطا فرمائے گا۔

(ابو داؤد، نسائی، دارقطنی اور ابن حبان)

ضروری بات:

عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت کے حصول کی خاطر کچھ لوگ صرف ان دس دنوں میں اپنی عملی زندگی بہتر بنا لیتے ہیں مگر جانوروں کی قربانی کے ساتھ ہی سنت انبیاء اور فطرت انسانی (داڑھی) کو بھی دنیا کی خاطر قربان کر دیتے ہیں۔ یہ انتہائی کبیرہ گناہ ہے اس سے سچی توبہ کرنی چاہیے۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے چار قسمیں اٹھا کر داڑھی والے چہرے کی خوبصورتی بیان فرمائی ہے۔

پس اے میرے داڑھی مندوانے اور کتروانے والے مسلمان بھائیو! اللہ رب العزت کی تخلیق پہ اعتراض نہ کرو، اللہ رب العزت سے جنگ کرنے سے باز آ جاؤ۔ یاد رکھو پیارے نبی محمد ﷺ نے داڑھی کو مکمل طور پر معاف کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے فطرت میں شمار کیا ہے۔

اللہ کے لیے غور کیجیے اگر چہرے سے دو چار بال نوپنے (آئی برو بنانے) والی عورتوں پر رسول اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے تو وہ مرد

باوجود اس کے پیارے نبی ﷺ کی معاشی زندگی تنگ دستی و غربت میں گزری پھر بھی آپ نے کبھی سفر و حضر میں قربانی نہیں چھوڑی۔

امام الدینانی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری (باب الأضحية للمسافر والنساء۔ عورتوں اور مسافروں کے لیے قربانی کا بیان) میں یہ تک ثابت کیا ہے کہ مسافر بھی قربانی کریں کیونکہ پیارے نبی ﷺ نے سفر میں بھی قربانی کی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:
”رسول اکرم ﷺ اپنے دس سالہ مدنی دور میں برابر قربانی کرتے رہے حالانکہ آپ ﷺ تو کبھی صاحبِ نصاب ہوئے ہی نہیں تھے۔“

قارئین گرامی قدر! ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں دین اسلام کے ہر حکم پر عمل کیا سوائے ایک امر کے اور وہ ہے زکوٰۃ۔ آپ ﷺ نے کبھی زکوٰۃ نہیں دی اس لیے کہ زکوٰۃ صاحبِ نصاب پر فرض ہے لیکن قطع نظر اس کے آپ پھر بھی ہر سال قربانی کیا کرتے تھے لہذا قربانی کے لیے صاحبِ نصاب ہونے کی شرط ناقابلِ التفات ہے۔

میت کی طرف سے قربانی:

چونکہ میت کی طرف سے مالی صدقات جائز ہیں، اس لیے اس دن بھی صدقے کی صورت میں جانور ذبح کر کے مستحقین میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ صدقے کے جانور میں غیر صدقے کی ملاوٹ نہ ہو اور اس کا سارا گوشت فقراء میں تقسیم کر دیا جائے۔ علاوہ ازیں اہل علم نے رسول اللہ ﷺ کے امت کی طرف سے قربانی کرنے والی احادیث کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا ہے کہ نبی محمد ﷺ کا یہ عمل آپ کی خصوصیات میں سے ہے جس میں امت کے لیے آپ ﷺ کی اقتدا جائز نہیں۔“

(تحفة الاحوذی: ۵۴/۲، إراءء الغلیل: ۳۵۴/۴)

پورے خاندان کی طرف سے ایک قربانی:

ایک قربانی ایک خاندان کے لیے کافی ہے، وہ چاہے کتنے ہی

حضرات جو داڑھی کے نامعلوم کتنے ہی بالوں کو پھینک ڈالتے ہیں ان کا انجام کیا ہوگا؟؟؟

ذرا سوچئے! داڑھی موٹا نایا کتنا بڑا گناہ ہے؟

داڑھی موٹے والے آدمی نماز پڑھ رہا ہو، روزہ رکھے ہوئے ہو، بیت اللہ شریف کا طواف یا مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کر رہا ہو اور ساتھ ہی داڑھی نہ بڑھانے کے کبیرہ گناہ میں ملوث رہے اور یہ گناہ ہر وقت، ہر جگہ اس کے ساتھ رہے تو پھر روزانہ صبح سویرے اس گناہ کی تہنید۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ

ایسے لوگوں کو دیکھ کر یہ خیال ہوتا ہے کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اور اگر اس حالت میں ان کی موت واقع ہوئی تو کیا بنے گا؟؟؟ پس اے میرے مسلمان بھائیو اور بزرگو! دنیا والوں کی پرواہ چھوڑ دو اور اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر کرو، تائب ہو جاؤ بے شک اللہ رب العزت غفور الرحیم ہے۔ یاد رکھو! موت کا فرشتہ کسی وقت بھی دستک دے سکتا ہے اگر اس کے آنے سے پہلے پہلے ہم لوگوں نے گناہوں سے سچی توبہ نہ کی تو بہت ہی دیر ہو جائے گی، بہت ہی دیر!!!

آؤ! یک زبان ہو کر کہیں:

﴿رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ﴾

”اے ہمارے پروردگار! ہم اطاعت قبول کر چکے ہیں۔ پس آپ ہمیں بخش دیجئے اور ہم پر رحم فرمائیے۔ آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔“ (المومنون: ۱۰۹)

صاحبِ نصاب کی شرط:

قربانی کے لیے صاحبِ نصاب ہونا (یعنی اتنے مال کا مالک ہونا جس پر زکوٰۃ فرض ہو) شرط ہے نہ ضروری۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص باوجود وسعت و طاقت کے قربانی نہیں کرتا وہ

ہماری عید گاہ کے قریب ہرگز نہ آئے۔“ (ابن ماجہ: ۲۵۳۲)

فرمانِ ربی ﴿وَإِنْ حَرَّ﴾ ”قربانی کر“ تمام امت مسلمہ کے لیے یکساں حکم رکھتا ہے، چاہے، صاحبِ نصاب ہو یا نہ ہو۔

ہوں۔ گھر کے ہر فرد کی طرف سے الگ الگ قربانی ضروری نہیں۔
چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

”پیارے نبی محمد ﷺ ایک بکری پورے گھر والوں کی طرف

سے قربان کرتے تھے۔“ (طبرانی کبیر و رجالہ رجال

الصحيح، مجمع الزوائد: ۲۱/۴)

قربانی کے قابل جانور:

قربانی میں ذبح کیے جانے والے جانور باجماع مسلمین آٹھ
ہیں: بکرا، بکری، بھیڑ (ز اور مادہ)، اونٹ (ز اور مادہ)، بیل،
گائے۔ نیز اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات افراد شامل ہو سکتے
ہیں۔ البتہ اونٹ کی قربانی میں دس افراد بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

(ابن ماجہ)

نیز اگر استطاعت ہو تو اکیلا آدمی بھی اونٹ یا گائے کی قربانی کر
سکتا ہے۔ (حوالہ سابقہ برقم: ۳۱۳۵)

سب سے افضل قربانی اونٹ، پھر گائے، پھر بھیڑ اور پھر بکری کی
ہے کیوں کہ جس میں فقراء و مساکین کا فائدہ زیادہ ہے، یقیناً زیادہ
افضل و بہتر بھی وہی ہے۔ (نیل الاوطار: ۳/۷۷۷)

دودانت کی شرط کے بارے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
”صرف دودانت کی قربانی کرو، ہاں اگر وہ تم پر مشکل ہو
جائے (یعنی اس کا خریدنا تمہاری طاقت سے بالا ہو یا مل نہ
رہا ہو) پھر بھیڑ کا جذعہ (کھیرا) کر لو۔“ (صحیح مسلم: ۱۹۶۳)

یاد رہے کہ اہل لغت اور شارحین حدیث نے صراحت کی ہے کہ
جذعہ (دنبہ، چھترے وغیرہ) ایک سال کے جانور کو کہتے ہیں، اس سے کم
عمر کے دنبے، چھترے کو جذعہ نہیں کہا جاسکتا۔ (فتح الباری: ۱۰/۱۴،

شرح النووی علی صحیح مسلم: ۲/۱۵۵، مجمع البحار:
۱/۱۸۱، فقہ اللغہ للثعالبی: ۱۵۰، النہایہ لابن الاثیر: ۲/۱۰۰)

جانور عیب دار نہ ہو:

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”قربانی میں چار قسم کے جانور جائز نہیں۔“

1: کانابھینگا جانور، جس کا کان پین واضح ہو۔

2: بیمار، جس کی بیماری واضح ہو۔

3: لنگڑا جس کا لنگڑا پین ظاہر ہو۔

4: نہایت لاغر جانور جس میں گودانہ ہو۔ (ابو داؤد: ۲۸۰۲)

5: وہ جانور جس کا کان آدھایا آدھے سے زیادہ کٹا ہو۔

(ارواء لغلیل: ۴/۳۶۱)

6: خارش زدہ جانور اور ایک وہ جس کا تھن کٹا ہو۔

(مجمع الزوائد 19/4، طبرانی اوسط برقم: ۳۵۷۸)

علاوہ ازیں جانور کا خصی ہونا عیب نہیں۔

دعوت فکر:

اللہ کے بندو! قربانی کے لیے جانور خریدتے وقت جس طرح ہم
اسے فرش (زمین) پر چت کر کے چیک کرتے ہیں، شہنشاہ کائنات
عرش عظیم کا مالک اللہ ذوالجلال والا کرام عرش معلیٰ پہ مستوی بھی
ہمیں چیک کرتا ہے کہ یہ قربانیاں کرنے والے میرے دوست ہیں یا
دشمن؟ موحد ہیں کہ مشرک؟ مخلص ہیں یا ریاکار؟ قبیح سنت ہیں یا
بدعتی؟ دنیا کے طالب ہیں یا آخرت کے خواہشمند؟ نمود و نمائش کے
خوگر ہیں یا میری رضا و خوشنودی کے متلاشی؟

اللہ کے بندو! جس طرح عیب دار جانور کی قربانی غیر مقبول ہے،
اسی طرح قانونی و رسمی مسلمان کی قربانی بھی عند اللہ غیر مقبول ہے،
جب تک وہ: ﴿ادخلو فی السلم كافة﴾ کے مصداق اسلام میں
پورا داخل نہیں ہو جاتا۔

جانور معیوب ہو جائے تو:

اگر جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی واضح اور نمایاں عیب پیدا
ہو جائے، مثلاً آدھے سے زیادہ کان کٹ گئے، یا سینگ ٹوٹ گیا، یا کان
نا ہو گیا، یا ظاہر لنگڑا ہو گیا تو جو شخص صاحب حیثیت ہو اس کے لیے
زیادہ محتاط طریقہ یہی ہے کہ وہ مزید کچھ رقم خرچ کر کے بے عیب
جانور خرید کر قربانی کرے البتہ نادار اور مفلوک الحال آدمی جو جانور
بدلنے کی صورت میں نقصان برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس

(صحیح مسلم)

البتہ جہاں مجبوری ہو وہاں غیر حاضری جائز ہے۔

”اگر کوئی عورت قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کا

شوق کرے تو جائز ہے۔“ (صحیح بخاری)

قربانی کا جانور قصاب سے ذبح کرواتے ہوئے اس بات کا خیال

رکھیں کہ ذبح کرنے والا توحید پرست اور صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو۔ بے

نمازی، بے دین، مشرک، بدعتی کا حصہ ساتھ نہ رکھیں، نہ ہی اس سے

ذبح کروائیں کیونکہ اسلام نے بے نمازی کو خارج از دین کر دیا ہے۔

(تلخیص احکام الأضحیۃ للشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ)

”قصاب کو اجرت قربانی سے نہ دی جائے۔“

(صحیح بخاری: ۱۷۱۶)

جانور قربان کرنے سے پہلے چھری کو خوب اچھی طرح تیز کر لینا

چاہیے تاکہ جانور با آسانی ذبح ہو جائے اور اسے زیادہ تکلیف نہ ہو۔

(صحیح مسلم: ۱۹۵۵)

ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنے سے گریز

کریں نیز جانور کے سامنے چھری تیز کرنے سے اجتناب کریں۔

(طبرانی کبیر: ۱۹۱۶)

یہ دعا پڑھ کر ذبح کریں:

اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلذِّی فِطَرَ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ حَنِیْفاً وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، اِنْ

صَلَاتِیْ وَنَسْکِیْ وَمَحِیَّایِ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ

الْعٰلَمِیْنَ، لَا شَرِکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ

الْمُسْلِمِیْنَ، اللّٰہُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَن.....

یہاں اس کا نام لیں جس کی طرف سے قربانی کر رہے ہیں۔ اگر

قربانی اپنے اور اہل خانہ کی طرف سے کر رہے ہیں تو اپنا نام لیں اور

کہیں ”واہلہ“ نیز اپنا نام لیے بغیر یہ بھی کہہ سکتے ہیں ”عَنِّی

واہل بیتِی“ پھر ”بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہِ اَکْبَرُ“ کہہ کر چھری

پھیرے۔ (ابو داؤد)

کے لیے گنجائش نکل سکتی ہے۔

قربانی اور اخلاص:

اللہ کے بندو اور بندو! صرف قربانی ہی نہیں بلکہ ہر نیک عمل

خالص اللہ رب العزت کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہونا چاہیے۔

فرمانِ ربی ہے:

﴿اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ﴾ (سورۃ الزمر: ۳)

”خبردار! اللہ کے لیے خالص دین ہے۔“

نبی محمد ﷺ نے فرمایا: ”روزِ قیامت اللہ عزوجل منادی کرے گا

جس نے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کی بجائے لوگوں کے

دکھلاوے کے لیے عمل کیا آج وہ انہی لوگوں کے پاس جا کر اس کا

ثواب طلب کرے جنہیں دکھانے کے لیے اس نے وہ کام کیا تھا۔“

(ترمذی، برقم: ۲۵۲۱۔ حسنہ ہو والبانی رحمہما اللہ تعالیٰ)

قربانی اور اتباعِ رسول ﷺ:

ایک صحابی نے مقصد و نیت کی اعلیٰ پاکیزگی کے ساتھ قبل از نماز

عید قربانی کی۔ پیارے نبی ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”تمہاری بکری تو صرف گوشت کی بکری ہے۔“

(صحیح بخاری: ۵۵۵۶)

قارئین گرامی قدر! واضح ہو کہ اللہ رب العزت صرف وہی عمل

قبول فرماتا ہے جو امام اعظم، سردارِ کائنات، پیارے نبی محمد ﷺ کے

طریقے اور سنت مبارکہ کے عین مطابق ہو، ورنہ عمل بظاہر کتنا ہی اچھا

ہو، کرنے والے کا مقصد کتنا ہی پاکیزہ ہو، خواہ سونے چاندی، ہیرے

جواہرات اور لؤلؤ و مرجان سے مرصع (مزین) ہو، خواہ اس عمل

کا کرنے والا کوئی صحابی ہو یا تابعی، مکی ہو یا مدنی، کوئی ہو یا بغدادی،

بہر کیف وہ عمل مردود ہے اس لیے کہ پیارے نبی ﷺ نے وہ عمل

نہیں کیا اور دین اسلام مکمل اور سلسلہٴ وحی منقطع ہو چکا ہے۔

ذبح کے مسائل:

”قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر یہ

نہ ہو سکے تو کم از کم ذبح کے وقت پاس موجود رہیں۔“

صرف ”بسم اللہ واللہ اکبر“ کہہ کر بھی ذبح کر سکتے ہیں۔ جانور کو چابک دستی کے ساتھ آناً فاناً اچانک قوت کے ساتھ ذبح کیا جائے۔ جانور کے طبعاً بے جان ہونے پر اس کی گردن مروڑ کر منکا ہرگز نہیں توڑنا چاہیے اور چھری کی نوک وغیرہ سے حرام مغز کی ہتی بھی نہیں کاٹنی چاہیے۔ یاد رکھیے مینڈھے، بکرے اور گائے کے طبعاً بے جان ہونے میں اندازاً 4 سے 10 منٹ تک صبر سے انتظار کرنا چاہیے۔ انتظار کے ان چند لمحات میں آپ اپنی موت کو یاد کیجیے اور سوچیے کہ اپنی موت کے بعد شروع ہونے والی زندگی کے لیے کیا توشہ جمع کیا ہے؟ وہاں تو صرف ایمان اور نیک اعمال ہی سے اللہ کی رحمت حاصل ہو سکے گی۔

جانور کے جسم سے حتی الوسع تمام خون نکل جائے، اس کے بے حس و حرکت ہو جانے سے جان مکمل طور پر نکل جانے کے بعد ہی کھال اتارنے کا عمل شروع کیا جائے۔ اس عمل کے آخر میں گردن کو موڑا یا الگ بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہ رحم دلانہ، آسان ترین اور بہترین طریقہ قربان ہے۔ غالباً اسی کیفیت سے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کرنے (شہادت) پر شہید بار بار ”کچھ مانگو“ کی پیشکش پر یہ جواب دیتا ہے مجھے دوبارہ شہادت کی موت عطا فرما۔

اونٹ کو ذبح نہیں بلکہ نحر کرنا چاہیے۔ نحر کا طریقہ یہ ہے کہ اونٹ کا اگلا بایاں پاؤں باندھ کر اسے تین ٹانگوں پر کھڑا کر دینا چاہیے اور کوئی تیز دھار والی چیز مثلاً چھری، چاقو، نیزا، برچھی یا خنجر وغیرہ اس کی گردن میں گھونپ دینا چاہیے۔ اس عمل سے آہستہ آہستہ خون بہہ جائے گا اور اونٹ ایک طرف گر جائے گا۔

غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا:

حیدر کرار سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص غیر اللہ کے لیے کسی قبر، دربار، مزار، خانقاہ یا آستانے وغیرہ پر ذبح کرے اس پر اللہ جبار و قہار کی لعنت ہے۔“ (صحیح مسلم)

ایک دوسری روایت میں ہے:

ایک شخص غیر اللہ کے لیے مکھی کا چڑھاوا چڑھا کر جہنم واصل ہو گیا۔“ (احمد فی الزہد)

آج معاملہ مکھی تک محدود نہیں رہا بلکہ چادر سے لے کر سونے کا پانی چڑھانے تک وسعت اختیار کر چکا ہے۔ اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کردہ اسلامی عقیدے کی سمجھ عطا کرے۔ آمین

قربانی کا گوشت:

خود بھی کھائیں، خود دار محتاج اور سوا لی کو بھی کھلائیں۔

(سورۃ الحج: ۲۲، ۳۶)

کھالوں کا مصرف:

قربانی کی کھالیں اپنے ذاتی استعمال میں لانا جائز ہے۔

(مسند احمد)

بصورت دیگر غرباء و مساکین مستحق ہیں۔ اسی لیے مدارس دینیہ کو دینا بھی جائز ہے کیونکہ وہاں زیر تعلیم طلباء کی اکثریت غرباء و مساکین کے ذیل میں آتی ہے۔ نیز اسلامی محاذوں پر برسرِ پیکار مجاہدین فی سبیل اللہ کو بھی دی جاسکتی ہے۔ لیکن بیچی اور جانور کاٹنے والے کو بطور اجرت نہیں دی جاسکتی۔ (نبیل الاوطار)

قربانی کے ایام:

قربانی کے ایام چار ہیں۔ پیارے نبی محمد ﷺ نے فرمایا سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔ (صحیح بخاری)

اور باجماع امت گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ ایام تشریق ہیں۔ نیز قربانی رات کو بھی کی جاسکتی ہے۔

عشرۃ ذوالحجہ:

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

”ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کے مقابلے میں دوسرے کوئی ایام ایسے نہیں جن میں نیک عمل اللہ رب العزت کو ان دس دنوں میں کیے جانے والے عمل سے زیادہ محبوب ہو۔ سوائے

کی مقامی رویت کے ساتھ ہے لیکن اس روزے کو حاجیوں کے میدان عرفات میں ٹھہرنے والے دن کے ساتھ مقید کیا گیا ہے اس لیے واضح نظام موصلات کے ہوتے ہوئے عرفہ کے روزے کو مشکوک نہ کیا جائے۔

4: ٹھیک ہے جب تک مکہ معظمہ کے عرف کا پتہ نہیں چلتا تھا اجتہاد کرتے ہوئے مقامی 9 ذی الحجہ کے مطابق عرفے کا روزہ رکھنے کا فتویٰ درست تھا لیکن آج وہ بات نہیں رہی۔ حدیث پر عمل کرنا نہایت آسان ہو چکا ہے، لہذا اب اجتہاد کی گنجائش نہیں ایک اصولی قاعدہ ہے:

”اذا جاء الدليل بطل الاجتهاد۔“

”جب دلیل صریح آجائے تو اجتہاد باطل ہو جاتا ہے۔“
درج ذیل مثال پر بھی غور کرتے چلیے:

”ایک صحرا نورد پہ نماز ظہر کا وقت داخل ہوا، مطلع ابر آلود ہونے کے باعث ظن غالب کی بنا پر اس نے جہت مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور دوبارہ اپنی منزل کی جانب چل پڑا۔ اب جب نماز عصر کا وقت شروع ہوا تو بادل چھٹ چکے تھے، اب سورج پوری آب و تاب سے چمکتا دکھائی دیتا ہے۔ تب اس مسافر پر یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ قبلہ کی صحیح سمت تو جہت جنوب ہے۔“
اب یہ متفق علیہ بات ہے کہ وہ:

- 1: نماز ظہر نہیں لوٹائے گا۔
- 2: نماز عصر قبلہ کی صحیح سمت میں ادا کرے گا۔
- 3: اجتہاد کی بنا پر جو عمل وہ کر چکا اسے اس کا پورا ثواب بلا تنقیص و تقلیل مل جائے گا۔
- 4: قبلہ کی صحیح سمت کا پتہ چل جانے کے باوجود اگر وہ اپنے اجتہاد پر عمل کرے گا جس کا بطلان اس پر واضح ہو چکا، تو ظاہر ہے اس کی نماز نہیں ہوگی۔ تقبل اللہ منا و منکم۔



اس مجاہد کے جو اپنے جان و مال کے ساتھ نکلا پھر واپس نہ آیا اور شہید ہو گیا۔“ (صحیح بخاری)
تکبیرات:

ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے تیرہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک صرف نمازوں کے بعد ہی نہیں بلکہ دیگر اوقات میں بھی تکبیرات کہنے کا اہتمام کیا جائے۔ خواتین بھی اپنے گھروں ہی میں تکبیرات کہیں۔
اللہ اکبر اللہ اکبر، لا إله إلا الله والله أكبر۔
اللہ اکبر واللہ الحمد۔

اللہ اکبر کبیرا، اللہ اکبر کبیرا، اللہ اکبر و
أجل، اللہ اکبر وللہ الحمد۔

اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد، اللہ اکبر علی
ما هدانا۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا۔

اللہ اکبر کبیرا، والحمد لله كثيرا، وسبحان
الله بكرة وأصيلا۔ (إرواء الغلیل: ۱۲۵/۳، فتح
الباری: ۴۶۲/۲، وصحیح مسلم: ۶۰۱)

عرفہ کا روزہ:

نبی محمد ﷺ نے فرمایا:

”عرفے کے دن کا روزہ رکھنے سے مجھے اللہ رب العزت سے امید ہے کہ وہ گزشتہ اور آئندہ (دو سالوں) کے گناہ معاف فرمادے گا۔“ (ترمذی: ۷۴۹)

اہم تنبیہات:

- 1: حدیث شریف میں یوم عرفہ کا ذکر وارد ہوا ہے۔ 9 ذوالحجہ تاریخ کا نہیں۔
- 2: عرفے کے روزے کا تعلق براہ راست مکہ مکرمہ سے ہے جبکہ رمضان المبارک کے روزوں کو مقامی رویت پہ موقوف کیا گیا ہے۔
- 3: یہ بات درست ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں کا تعلق چاند

دوزخیوں اور جنتیوں کی کہانی، ان کی اپنی زبانی

مولانا عزیز زبیدی رحمہ اللہ

اب ہمارا کوئی نہیں:

﴿وَبَرَزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوِينَ ۝ وَقِيلَ لَهُمْ إِنَّمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ مِنْ دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ۝ فَكُفُّوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝ وَجُنُودُ ابْلِيسَ أَجْمَعُونَ ۝﴾ (الشعراء: ۹۱-۹۵)

”اور گمراہ لوگوں کے لیے بھڑکتی آگ ظاہر کر دی جائے گی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جنہیں تم پوجتے تھے؟ پھر وہ اور تمام گمراہ لوگ اس میں اوندھے منہ پھینک دیے جائیں گے۔ اور ابلیس کے تمام لشکر بھی۔“

اب دوزخ میں ایک دوسرے سے الجھیں گے:

﴿قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ إِذْ نُسَوِّدُكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَمَا أَضَلُّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۝ وَلَا صَلْدِيقٍ حَمِيمٍ ۝ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝﴾ (الشعراء: ۹۶-۱۰۲)

”وہ کہیں گے جب کہ وہ اس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ اللہ کی قسم! بے شک ہم یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔ جب ہم تمہیں جہانوں کے رب کے برابر ٹھہراتے تھے۔ اور ہمیں گمراہ نہیں کیا مگر ان مجرموں نے۔ اب نہ ہمارے لیے کوئی سفارش کرنے والے ہیں۔ اور نہ کوئی دلی دوست۔ تو کاش کہ واقعی ہمارے لیے واپس جانے کا ایک موقع ہو تو ہم مومنوں میں سے ہو جائیں۔“

پروردگار عالم کے برابر سمجھنے کے یہ معنی نہیں کہ یہ ان کو رب ہی سمجھنے لگ گئے تھے، بلکہ ان کو مختار اور صاحب اقتدار سمجھتے تھے، اور بالکل اسی طرح جس طرح آج کل عطائی اختیارات اور غیر عطائی کے جھگڑے چل رہے ہیں۔ یا بااثر آدمی عوام کو خوئے غلامی میں پختہ تر کرنے کے لیے ان پر اپنے استحقاق کی دھونس جماتے رہتے ہیں۔ یہ تو حال ان لوگوں کا ہے جو کافر ہیں۔ خدا جانے ان مسلمانوں کا کیا بنے گا جو کلمہ پڑھنے کے بعد بھی اسی ڈگر پر چلے جا رہے ہیں جس پر وہ منکرین حق چلتے رہے تھے!

ہائے ہم سے کوتاہی ہوئی:

﴿إِذَا جَاءَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوا يَحْسِرْتَنَّا عَلَى مَا كَرَّطْنَا فِيهَا ۚ وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُورِهِمْ ۚ أَلَا سَاءَ مَا يَزُرُونَ ۝﴾ (الانعام: ۳۱)

”یہاں تک کہ جب ان کے پاس قیامت اچانک آ پہنچے گی، کہیں گے ہائے ہمارا افسوس! اس پر جو ہم نے اس میں کوتاہی کی اور وہ اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر اٹھائیں گے۔ سن لو! برا ہے جو وہ بوجھ اٹھائیں گے۔“

اپنی کوتاہیوں کی یہ ٹھیس اور گناہوں کے اس پچھتاوے کا یہ کوہ گراں بوجھ مجرموں کو جس طرح چکنا چور کر ڈالے گا، اس کا ہر ایک بخوبی اندازہ کر سکتا ہے۔ پھر گناہوں کے بوجھ کو لادے لادے پھرنے میں رسوائی اور تحقیر کا جو پہلو مضمر ہے وہ اور ہی آزرده ہوگا۔ حق تعالیٰ اس فتنہ سے بچائے، آمین۔

ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے:

منکرین حق کی صرف زبانی نہیں، ان کا انگ انگ اپنے کیے کی

گواہی دے گا:

﴿الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (یس: ۶۵)

”آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں اس کی گواہی دیں گے جو وہ کمایا کرتے تھے۔“

بلکہ ان کے کان، آنکھیں اور جسم کی کھال بھی بول پڑے گی: ﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ﴾ حتیٰ إِذَا مَا جَاءُوا هَٰذَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ أَبْصَارُهُمْ وَ جُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿﴾ (حم السجدہ: ۱۹، ۲۰، ۲۱)

”اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے، پھر ان کی الگ الگ قسمیں بنائی جائیں گی۔ یہاں تک کہ جو نبی اس کے پاس پہنچیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چڑے ان کے خلاف اس کی شہادت دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔“

وہاں سیفٹی ایکٹ نہیں ہے:

اس حد تک بندوں پر اتمام حجت کے لیے اہتمام کہ کسی کے لیے صحیح معنی میں کوئی حجت، کوئی عذر اور کوئی بہانہ باقی نہ رہے، محض حق تعالیٰ کا عدل اور کرم ہے۔ اگر وہ چاہتا تو ان پر اتمام حجت کیے بغیر محض اپنے علم کی بنا پر ان پر فرد جرم عائد کر کے ان کو سزا دے دیتا۔ اس سے نہ کوئی پوچھ ہے، اور نہ وہاں کسی کا کوئی داؤ چل سکتا ہے۔ وہ مالک ہے جو چاہے کرے، اس کے لیے سب روا ہے۔ لیکن سیفٹی ایکٹ کے لیے وہاں قطعاً کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ وہاں پر مجرم کے ضمیر کے لیے اطمینان ضروری قرار دیا گیا ہے۔ کھلی عدالت میں اولین سے لے کر آخرین تک سب کے سامنے ان پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ اور مجرم پر اتمام حجت اور اس کے ضمیر کو مطمئن کرنے کے لیے جو جو وسائل ممکن ہیں، ایک ایک کر کے سب کو اختیار کیا جائے گا، یہاں تک کہ بے ساختہ ان کی زبانیں بول پڑیں گی:

﴿فَاغْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا﴾

﴿بَلَى﴾

﴿نَالِلُهُ إِنَّ كُنَّا ضَالِّينَ﴾

﴿يَحْسِرُنَا عَلَىٰ مَا فَرَطْنَا فِيهَا﴾

﴿قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا﴾

﴿قَالُوا شَهِدْنَا عَلَىٰ أَنْفُسِنَا﴾

﴿رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَغْوَيْنَا﴾

﴿أَغْوَيْنَهُمْ كَمَا غَوَيْنَا﴾

﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا﴾

﴿رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا﴾

غرض ہر گروہ اپنی اپنی جگہ اعتراف کرے گا۔ اور پورے اطمینان کے ساتھ مان جائے گا کہ واقعی ہم قصور وار ہیں۔ اس کے بعد حکم ہوگا کہ جیسا کسی کا قصور ہے ویسی اس کو سزا دی جائے، نہ کم نہ زیادہ۔ اللہ اکبر.....!

تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی:

جب کفار یہ نظارہ دیکھیں گے کہ خود ان کے اعضاء نے ان کے خلاف گواہی دے ڈالی ہے اور جو کچھ کیا تھا وہ سب کچھ اگل ڈالا ہے۔ تو حیرت کے عالم میں کہیں گے:

﴿وَقَالُوا لَجُلُودُهُمْ لَمْ شَهِدَتْهُمْ عَلَيْنَا ط قَالُوا انْطَقْنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (حم السجدہ: ۲۱)

”اور وہ اپنے چڑوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی؟ وہ کہیں گے: ہمیں اس اللہ نے بلوا دیا جس نے ہر چیز کو بلوایا۔“

آگے فرمایا:

﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ﴾ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ

كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿﴾ (حم السجدہ: ۲۲)

”اور تم اس سے پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے خلاف

(اس کی) شہادت دینے والا نہیں۔“

سے پتا چلتا ہے کہ اعضاء کی شہادت کی اس وقت خصوصیت سے ضرورت پیدا ہو جائے گی جب وہ اعترافِ جرم سے انکار کر دیں گے۔ ان آیات سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ وہ اعمال اور حرکات جو مختلف اعضاء سے صادر ہوتی ہیں، معنوی طور پر وہ انہی اعضاء میں مرتسم اور ریکارڈ ہوتی جاتی ہیں، اور بالکل اسی طرح جس طرح گراموفون کے ریکارڈوں کی کیفیت ہوتی ہے، یا جس طرح بجلی جتنی خرچ ہوتی ہے، میٹر سے اس کا پتہ چل جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال:

دنیا میں کروڑوں انسان ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الوہیت کا درجہ دے رکھا ہے۔ اور یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ جو پیغمبر خدا تمام باطل الوہیتوں کا پردہ چاک کر کے صرف حق تعالیٰ کی الوہیت کا سکہ بٹھانے کے لیے تشریف لائے تھے، دنیا نے اس کو ہی ”الہ“ بنا ڈالا۔ اور محض ان کی انہی حماقتوں کی وجہ سے قیامت میں آپ سے باز پرس ہوگی۔ سورہ مائدہ میں اس کی پوری تفصیل ملتی ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ ۖ وَقَالَ رَبِّي إِنَّكَ كُنْتَ قُلْتَهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۖ تَعَلَّمْ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝﴾ (المائدة: ۱۷)

”اور جب اللہ کہے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو؟ وہ کہے گا تو پاک ہے، میرے لیے بنتا ہی نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں، اگر میں نے یہ بات کہی تھی تو یقیناً تو نے اسے جان لیا، تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے نفس میں ہے، یقیناً تو ہی سب چھپی باتوں کو بہت خوب جاننے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ پر افترا:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ

تمہارے کان گواہی دیں گے اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے اور لیکن تم نے گمان کیا کہ بے شک اللہ بہت سے کام، جو تم کرتے ہو، نہیں جانتا۔“

پھر فرمایا:

﴿وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرَدْتُمْ أَنْ تُصَبِّحُوا مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَسْتَعِزُّوا فَلَمَّا هُمْ مِنَ الْمُعْتَزِينَ ۝﴾ (حم السجدة: ۲۳، ۲۴)

”اور یہ تمہارا گمان تھا جو تم نے اپنے رب کے بارے میں کیا، اسی نے تمہیں ہلاک کر دیا، سو تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔ پس اگر وہ صبر کریں تو آگ ان کے لیے ٹھکانا ہے اور اگر وہ معافی کی درخواست کریں تو وہ معاف کیے گئے لوگوں میں سے نہیں ہیں۔“

حضرت شاہ صاحب اس آیت پر لکھتے ہیں:

”یعنی دنیا میں بعض بلا (آزمائش) صبر سے آسان ہوتی ہے۔ وہاں (محشر میں) صبر کریں یا نہ کریں، دوزخ گھر ہو چکا اور بعض بلا (آزمائش) منت خوشامد کرنے سے ملتی ہے، وہاں (محشر میں) بہتیرا چاہیں کہ منت کریں کوئی قبول نہیں کرتا۔“ انتہی

انسان کے گوشت و پوست تک گواہی دینے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گناہ صغیرہ ہوں یا کفر و شرک جیسے کبار ہوں، سب کا احتساب ہوگا، اور سب کا بدلہ ملے گا۔ اس لیے اس احتساب کو شرک و کفر تک محدود نہیں رکھنا چاہیے۔ اب جو اہل ایمان قابل مواخذہ جرائم کا ارتکاب کریں گے، تو اعضاء ان کے خلاف بھی گواہی دیں گے۔

اس کے علاوہ (پچیسویں پارے) کی آیت:

﴿وَيَوْمَ يَنَادِيهِمْ إِبْنُ شُرَكَائِهِمْ لَا قَالُوا أَذْنُكَ لَا مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ﴾ (حم السجدة: ۴۷)

”اور جس دن وہ انہیں پکارے گا کہاں ہیں میرے شریک؟ وہ کہیں گے ہم نے تجھے صاف بتا دیا ہے، ہم میں سے کوئی

احکام دین میں سے ان احکام کے نفاذ میں روٹے اٹکانا، جس کے اجراء سے اسلام اور اسلام کا مستقبل درخشاں ہو سکتا ہے۔ اور کجی پیدا کرنے کے معنی یہ ہیں:

اپنے قول اور کردار کے ذریعہ ایسی راہ پر چلیں، جو خدا کے بجائے نفس و شیطان کی طرف مڑتی ہے۔

”يقول الاشهاد“ کی تفسیر میں علامہ عثمانی لکھتے ہیں:

یعنی محشر میں جب اللہ تعالیٰ کے سامنے علی رؤوس الاشهاد پیش ہوں گے اور ان کی شرارتوں کے دفتر کھولے جائیں گے، اس وقت گواہی دینے والے (ملائکہ، انبیاء، صالحین بلکہ خود ان کے ہاتھ پاؤں) کہیں گے کہ یہی وہ بد بخت ظالم ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نسبت جھوٹ بکا تھا۔

مکالمات اور مخاطبات:

قیامت میں اہل جنت اور دوزخیوں کی آپس میں گفتگو بھی ہوگی اور یہ مکالمے نہایت معنی خیز ہیں۔ اس میں جنتیوں کی طرف سے دوزخیوں پر ٹھوس تبصرے ہیں۔ اور اہل دوزخ کی جانب سے، اعتراف جرم اور دستگیری کے لیے ان سے درخواستیں ہیں۔ ان مکالموں اور گفتگوؤں کو ہم ذیلی عنوانوں سے پیش کریں گے اور انہی پر اہل دوزخ کا باب ختم کریں گے۔ اس کے بعد اہل جنت کے سلسلہ میں چند ایک واقعات پیش کر کے سارے مضمون کو مکمل کریں گے۔ اہل جنت کے سلسلہ میں کہنے کی باتیں بہت ہیں، لیکن طوالت کے اندیشہ سے ہم ان واقعات کی طرف بھی آپ کی توجہ منعطف کرائیں گے جو اہل دوزخ کے بیان میں ضمناً آ گئے ہیں، تاکہ یہ باب بھی ادھورا نہ رہے۔

کیا اب سمجھ آ گئی؟

﴿وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَنِ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا نَعَمْ﴾ (الاعراف: ۴۴)

”اور جنت والے آگ والوں کو آواز دیں گے کہ ہم نے تو

بَعَرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۖ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كُفَرُونَ ۝﴾ (ہود: ۱۸، ۱۹)

”اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر کوئی جھوٹ باندھے؟ یہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا۔ سن لو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں اور آخرت کے ساتھ کفر کرنے والے بھی وہی ہیں۔“

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان اور افترا کی متعدد شکلیں ہوتی ہیں۔ مثلاً:

قرآن کلام خدا ہے اور کوئی اس کو کلام خدا نہ تسلیم کرے۔ یا اس کے برعکس دوسری شکل یہ ہے، کہ کوئی اپنی اغراض فاسدہ کی تسکین کے لیے احکام دین میں من مانی تحریف کرے، اور بالکل جان بوجھ کر۔ اس مرض میں زیادہ تر اہل کتاب مبتلا تھے۔

اس کی تیسری صورت یہ ہے کہ اپنے مسلک کی دل جوئی میں قرآن و احادیث کے واضح مضامین اور مفہوم کے معنی توڑ مروڑ کر پیش کرے۔ اور بغیر کسی شرعی ضرورت کے ان کی من مانی تاویلیں کرے۔ اور یہ روگ زیادہ تر فقہی اور کلامی مکاتیب فکر کے ان بعض نادان دوستوں پر حملہ آور ہوتا رہتا ہے، جن کو قرآن مجید اور حدیث رسول سے زیادہ مسلکی عصبيت عزیز ہوتی ہے۔ گو یہ غیر شعوری طور پر ہوتا ہے، بہر حال ہو جاتا ہے، اور اس وقت کہنا پڑتا ہے ع

چوں کفر از کعبہ خیزد کجا ماند مسلمانی

الہی راستے سے روکنے کی بھی متعدد شکلیں ہیں، مثلاً:

آیت اور صحیح حدیث کو اس لیے چھپانا کہ اس سے ان کے مفاد پر زد پڑتی ہے، یا ملت اسلامیہ کے جو صحیح بھی خواہ قرآنی حکمت اور سنت رسول کے دانائے راز ہیں ان کے مقابلے میں ان لوگوں کو ترجیح دینا اور آگے لانا جو مذکورہ بالا امور کے سلسلہ میں بدنام یا گمنام ہیں یا

واقعی وہ وعدہ سچا پایا ہے جو ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا، تو کیا تم نے وہ وعدہ سچا پایا جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں!“

ظالموں پر پھٹکار:

﴿فَإِنَّ مَوْذَنًا يُبَيِّنُهُمْ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۖ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ كَافِرُونَ ۝﴾ (الاعراف: ۴۴، ۴۵)

”پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ جو اللہ کے راستے سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔“

اہل اعراف:

وزن اعمال کے بعد جن کے حسنات بھاری ہوں گے وہ جنتی ہیں، اور جن کے سینئات غالب ہوئے وہ دوزخی۔ جن کے سینئات اور حسنات بالکل مساوی ہوں گے وہ اصحاب اعراف ہیں۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام کار پر اصحاب اعراف جنت میں چلے جائیں گے۔

گویا اصحاب اعراف کو اصحاب الیمین کی ایک کمزور جماعت سمجھنا چاہیے۔ جس طرح ”سابقین مقررین“ اصحاب الیمین کی ایک ایسی قسم ہے جو اولوالعزمیوں کی نسبت اصحاب الیمین سے آگے نکل گئے ہیں، اسی طرح ”اصحاب اعراف“ گری ہوئی قسم ہے جو اپنے اعمال کی کثافت کی وجہ سے عام اصحاب الیمین سے کچھ پیچھے رہ گئے ہیں۔ یہ لوگ ”اہل جہنم“ اور ”اہل جنت“ کے درمیان میں ہونے کی وجہ سے دونوں طبقے کے لوگوں کو ان کی مخصوص نشانیوں کی وجہ سے پہچانتے ہوں گے۔ جنتیوں کو ان کے سفید اور نورانی چہروں سے اور دوزخیوں کو ان کی رو سیاہی اور بد روئی سے۔ بہر حال دونوں کو دیکھ کر سلام کریں گے جو بطور مبارک باد ہوگا۔ (فوائد عثمانی)

اب آپ ان کی اپنی کیفیت اور دوزخیوں پر ان کا حال ملاحظہ فرمائیں:

﴿وَيُنْهَمَا جِبَابًا ۖ وَ عَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمِهِمْ ۖ وَ نَادُوا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلِّمُوا عَلَيْهِمْ ۖ قُلْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَ هُمْ يَطْمَعُونَ ۝ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ ۖ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَ نَادَى أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمِهِمْ ۖ قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ۝ أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ ۖ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَ لَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۝﴾ (الاعراف: ۴۶-۴۹)

”اور ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہوگی اور (اس کی) بلندیوں پر کچھ مرد ہوں گے، جو سب کو ان کی نشانی سے پہچانیں گے اور وہ جنت والوں کو آواز دیں گے کہ تم پر سلام ہے۔ وہ اس میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور وہ طمع رکھتے ہوں گے۔ اور جب ان کی نگاہیں آگ والوں کی طرف پھیری جائیں گی تو کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں ظالم لوگوں کے ساتھ مت کر۔ اور ان بلندیوں والے کچھ مردوں کو آواز دیں گے، جنہیں وہ ان کی نشانی سے پہچانتے ہوں گے، کہیں گے تمہارے کام نہ تمہاری جماعت آئی اور نہ جو تم بڑے بنتے تھے۔ کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم نے قسمیں کھائی تھیں کہ اللہ انہیں کوئی رحمت نہیں پہنچائے گا؟ جنت میں داخل ہو جاؤ، نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم ٹمگین ہو گے۔“

اصحاب اعراف کی مندرجہ بالا کیفیات اور تبصرہ کو دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ کافی سنجیدہ ہوں گے، زیرک ایسے کہ لفافہ کو دیکھ کر مضمون بھانپ جانے والے اور اب اعراف میں ان کی حالت ”بین الرجاء والخوف“ کے مصداق ”امید و بیم“ میں گزر رہی ہوگی۔ ظالم اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بے انصاف لوگوں سے بے زار اور جن بر خود غلط حضرات نے دوسرے لوگوں کے سلسلہ میں یہ نعرہ

آج ہم کلمہ گو مسلمانوں پر نہیں چھائے ہوئے؟
اس روشنی سے ہمیں بھی استفادہ کرنے دو:

﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝﴾

”جس دن تو ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھے گا ان کی روشنی ان کے آگے اور ان کی دائیں طرفوں میں دوڑ رہی ہوگی۔ آج تمہیں ایسے باغوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہنے والے ہو، یہی تو بہت بڑی کامیابی ہے۔“ (حدید: ۱۲)

قرآن حمید نے بارہا دنیائے ایمان کا نام نور لیا ہے۔ اس آیت سے پتہ چلا کہ واقعی وہ نور ہے لیکن اس کے متشکل ہونے کے لیے جو فضا چاہیے، جب وہ مل جاتی ہے تو وہ مشعلیں بن کر جگمگا اٹھتا ہے۔ اب وہ بدنصیب جو دنیا میں اس حقیقت کبریٰ سے مناسبت پیدا کرنے سے قاصر رہے، آخرت میں اہل ایمان سے اس نور ایمان کی بھیک مانگیں گے۔

﴿يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ ۚ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ۚ فَضَرَبَ بَيْنَهُمُ بَسُورًا ۚ بَابٌ ۚ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُوهُمْ أَلَمْ تَكُنْ مَعَكُمْ ۚ قَالُوا بَلَىٰ ۚ لَكِنَّا كُنَّا نَفْسَكُمْ وَتَرَبَّصْنَا وَارْتَبْنَا وَغَرَّكُمْ بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۝﴾ (حدید: ۱۳، ۱۴)

”جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ان لوگوں سے کہیں گے جو ایمان لائے ہمارا انتظار کرو کہ ہم تمہاری روشنی سے کچھ روشنی حاصل کر لیں۔ کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹ جاؤ، پس کچھ روشنی تلاش کرو، پھر ان کے درمیان ایک دیوار بنادی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا، اس کی اندرونی

لگا رکھا ہے کہ ان کو خدا کی رحمت اور بہشت کی بو بھی نصیب نہیں ہوگی، ان کو نہایت حقارت سے دیکھیں گے۔ اور اگر اس قسم کا آدمی ہمارے معاشرے میں موجود ہو تو دنیا اس کو ”ولی اللہ“ اور ”غوث“ و ”قطب“ سے کم نہیں سمجھنے لگتی۔ لیکن آخرت کی ترازو میں تلنے کے بعد معلوم ہوا کہ سچا مسلم بنا بہت بڑا اور اونچا مقام ہے۔

یہ ہمارے معیارات صرف ”ایجاد بندہ“ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اصل اور سچے معیار وہی ہیں، جن کو کتاب و سنت نے تشخیص کیا ہے۔

چومی گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

دوزخی جنتیوں کو آواز دیں گے:

﴿وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ۚ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَهْمَا عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَلَعِبًا وَ غَرَّتْهُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ قَالِیَوْمَ نَنْسُو أَلْفَاءَ یَوْمِهِمْ هَٰذَا ۚ وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ۝﴾ (الاعراف: ۵۰، ۵۱)

”اور آگ والے جنت والوں کو آواز دیں گے کہ ہم پر کچھ پانی بہا دو، یا اس میں سے کچھ جو اللہ نے تمہیں رزق دیا ہے۔ وہ کہیں گے بے شک اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کر دی ہیں۔ وہ جنہوں نے اپنے دین کو دل لگی اور کھیل بنا لیا اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا تو آج ہم انہیں بھلا دیں گے، جیسے وہ اپنے اس دن کی ملاقات کو بھول گئے اور جیسے وہ ہماری آیات کا انکار کیا کرتے تھے۔“

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ دنیا میں خدا کے حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا احترام کیا کرتے تھے قیامت میں بھی ان کی یہی کیفیت بدستور قائم رہے گی۔

معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف اسلام ہی نہیں بلکہ جس دین کے وہ قائل تھے، اس میں بھی وہ سنجیدہ نہیں تھے۔ مسخرہ پن، لا ابالی، آخرت کی باز پرس سے بے پرواہی جیسے روگ ان کو لگے رہے۔ کیا یہ امراض

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (البقرة: ۲۰۱)

اس کے بعد ہم چند سطور میں جنتیوں کا تذکرہ مکمل کر کے اس سلسلہ کو ختم کر دیں گے کیوں کہ دوزخیوں کے تذکرہ میں جنتیوں کا تذکرہ بھی ضمناً آ جاتا رہا ہے۔ اس لیے ان کو مکرر ذکر کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ (جاری ہے)



دعائے مغفرت

مولانا محمد شریف بلغاری صاحب مدرس جامعہ دارالعلوم بلتستان (غواڑی سکرو، بلتستان) کے والد گرامی گزشتہ دنوں وفات پا گئے۔ نیز مولانا ثناء اللہ جانی (مدیر التعليم جامعہ دارالعلوم غواڑی) کا بیٹا قضائے الہی سے فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (عبدالرحمن بلتستانی، دارالدعوة السلفیہ، لاہور)

تحریک دعوت وتوحید پاکستان کے زیر اہتمام

خطبات جمعۃ المبارک

مؤرخہ ۱۲۔ اکتوبر ۲۰۱۱ء

① بمقام مرکزی جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث، شکر گڑھ

مقرر میاں محمد جمیل (کنوینئر تحریک دعوت وتوحید پاکستان)

② بمقام جامع مسجد اہل حدیث پنڈی سینیا

مقرر مولانا حافظ ابو عبیدہ

③ بمقام جامع مسجد توحید اہل حدیث، ماجرہ نزد شکر گڑھ

مقرر مولانا حکیم ثناء اللہ مدنی

تحریک دعوت وتوحید، پاکستان

جانب، اس میں رحمت ہوگی اور اس کی بیرونی جانب، اس کی طرف عذاب ہوگا۔ وہ انھیں آواز دیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں اور لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنے میں ڈالا اور تم انتظار کرتے رہے اور تم نے شک کیا اور (جھوٹی) آرزوؤں نے تمہیں دھوکا دیا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا اور اس دعا باز نے تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکا دیا۔“

﴿قَالِیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْکُمْ فِدْیَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا ط مَاَؤُکُمْ النَّارُ ط هِیَ مَوْلَاکُمْ ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝﴾

”سو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ان لوگوں سے جنہوں نے انکار کیا، تمہارا ٹھکانا ہی آگ ہے، وہی تمہاری دوست ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔“ (حدید: ۱۵)

دروازہ کے ظاہر اور باطن میں جو اختلاف ہے، وہ دراصل منافقوں کے ظاہر باطن کی تصویر تھی، تاکہ وہ اس مناسبت کو بھانپ لیں، جو ان کے نفاق اور سزائیں پائی جاتی ہے۔

دوزخ میں تمہیں کیا چیز لے گئی؟

﴿یَسْأَلُونَ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ ۝ مَا سَلَکْکُمْ فِی سَفَرٍ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمِ الْمُسْکِیْنَ ۝ وَكُنَّا نَحْوَصُ مَعَ الْخَائِضِیْنَ ۝ وَكُنَّا نَكْذِبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ۝ حَتَّىٰ اٰتٰنَا الْیَقِیْنَ ۝﴾

(المذثر: ۴۰-۴۷)

”سوال کریں گے مجرموں سے: تمہیں کس چیز نے سقر میں داخل کر دیا؟ وہ کہیں گے ہم نماز ادا کرنے والوں میں نہیں تھے۔ اور نہ ہم مسکین کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور ہم بے ہودہ بحث کرنے والوں کے ساتھ مل کر فضول بحث کیا کرتے تھے، اور ہم جزا کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے پاس یقین آ گیا۔“ یہ مضمون اس قدر واضح ہے، کہ انسان ان امور کو سامنے رکھ کر اپنے حالات کا جائزہ لے سکتا ہے۔

میرا اللہ فرق واضح کر دیتا ہے

جرنیل بھی یہی کہتے تھے کہ یہ ٹیکنالوجی کی دنیا ہے۔ افغان نہتے اور بے وسائل لوگ ہیں۔ یہ درختوں پر بیٹھے پرندوں کی طرح مارے جائیں گے۔ ایسے میں پورے ملک میں میرے جیسے چند ”بے وقوف“ لوگ بھی تھے جو کہا کرتے تھے کہ دیکھو اس کائنات میں ایک اور طاقت بھی ہے جو اس کی فرماں روائے مطلق ہے اور جو کوئی صرف اور صرف اس پر بھروسہ کر لیتا ہے پھر یہ اس واحد و جبار کی غیرت کا تقاضا ہے کہ وہ اسے ذلت و رسوائی سے بچائے۔ آج موجودہ دنیا کی تاریخ میں واحد افغان قوم ہے جو سرخرو ہے۔ کسی قوم کے سینے پر عالمی طاقتوں کو شکست دینے کے اتنے زیادہ میڈل نہیں سجے، جتنے اس قوم کے سینے پر آویزاں ہیں۔

اللہ میرے ملک کو ذلت کی پستی سے نکالنے اور غیرت کی زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرنے والا ہے۔ امریکہ اپنی شکست کا بوجھ اس پاکستان پر ڈال رہا ہے جس کے سیاست دان، دانشور، سول سوسائٹی حتیٰ کہ جرنیلیوں کی اکثریت ان کے ٹکڑوں پر پلنے کو فخر سمجھتی رہی ہے۔ اس وقت میرے ملک میں دو گروہوں میں جنگ ہے۔ ایک وہ جو سر تاپا اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آنے دو، پاکستان ہی امریکہ کا اصل قبرستان ثابت ہوگا۔ ویسے تو ویت نام سے لے کر جنوبی امریکہ تک امریکہ کے بہت سے قبرستان ہیں۔

دوسرا وہ طبقہ ہے جو اس قوم کو ڈرا رہا ہے۔ خود اپنے ہی ملک پر الزامات دھر رہا ہے کہ اصل شرارتی ہم ہیں جس کی امریکہ ہمیں سزا دینا چاہتا ہے۔ یہ سول سوسائٹی کے فیش زدہ لوگ اور طاقت کے مندر میں سجدہ ریز دانش ور کمال کی گفتگو کر رہے ہیں۔ دیکھو باز آ جاؤ، اگر امریکہ نے حملہ کیا تو انتہا پسند چھا جائیں گے۔ واہ! جو امریکہ سے لڑے گا وہی چھائے گا۔ کبھی بزدل بھی چھائے ہیں۔ ایک اور منطق اور در فطنی

جن لوگوں کو افغانستان میں امریکہ کی حالت زار دیکھ کر بھی اس بات کا یقین نہ آ رہا ہو کہ قوموں کو فتح اور سرفرازی مادی وسائل یا ٹیکنالوجی کے عروج سے نہیں بلکہ غیرت و حمیت سے حاصل ہوتی ہے تو ایسے لوگوں کو غیرت کا درس نہیں پڑھایا جاسکتا۔ ان لوگوں کی جبینیں بنی ہی مادی طور پر طاقتور کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے لیے ہیں اور جن افراد کو افغانستان میں صرف سو سال کے عرصہ میں تیسری عالمی طاقت یعنی پہلے برطانیہ، پھر روس اور اب امریکہ کی شکست کے بعد بھی اس بات کا یقین نہ آئے کہ اس کائنات کا ایک مالک و مختار اور فرمان روا بھی ہے جس کا اپنے بندوں سے وعدہ ہے کہ تم اس پر بھروسہ تو کر کے دیکھو، تم تھوڑے بھی ہو گے تو وہ تمہیں زیادہ بڑے گروہوں پر غلبہ عطا کرے گا۔ تو پھر یہ لوگ وہ ہیں جن کے بارے میں میرا اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے ان کے دلوں پر مہریں لگا دی ہیں۔ تاریخ کا یہ کتنا بڑا مذاق ہے، کہ ایک عالمی طاقت جو خود کو واحد عالمی طاقت سمجھتی ہو، جس کے ہتھیاروں کی تکنیکی خوبی ایسی ہو کہ اس کی گرد کو بھی کوئی نہ پہنچ پاتا ہو، وہ چند ہزار طالبان کے ہاتھوں اس قدر بے بس ہو جائے کہ اپنی ناکامی اور خفت کا ملبہ ایک ایسے ملک میں ”بسنے والے“ تین یا چار ہزار حقانی نیٹ ورک کے لوگوں پر لگا دے۔ یہ ”بسنے والے“ میں نے اس لیے لکھ دیا کہ یہ امریکہ کا کہنا ہے ورنہ جس نے افغانستان دیکھا ہے اس کو علم ہونا چاہیے کہ کابل کے ریڈ بلکے اٹرا ریڈ زون تک شمالی وزیرستان سے جا کر پہنچنا اور اتنا لمبا راستہ اختیار کر کے راستہ میں موجود بھیڑیوں جیسی چیک پوسٹوں اور سیٹلائٹ کی دوربین کی نظروں میں آنا، کسی عقل مند کا کام نہیں، یہ تو ہونا تھا۔ اس لیے کہ آج سے دس سال قبل جب امریکہ افغانستان میں داخل ہوا تھا تو میرے ملک کے طاقت کے پجاری اور مادی وسائل کو خدا سمجھنے والے دانش ور، ادیب، سیاست دان حتیٰ کہ

خلاف لڑنے نکلے تو دہشت گرد، امن وامان تباہ کرنے والا۔ کیا عجیب منطق ہے۔ ان سب کو اب کچھ بھائی نہیں دے رہا۔ کبھی کہتے ہیں فوج علیحدہ ہے، سیاسی رہنما علیحدہ ہیں، قوم پہلے ہی مری ہوئی ہے۔ انہیں اندازہ ہی نہیں کہ مری ہوئی قوم سے زیادہ خطرناک کوئی قوم نہیں ہوتی۔ اور سیاسی قیادت تو ہمیشہ وہ بھس بھرے جتے ہیں جن پر کبھی بکری کی کھال چڑھا دو اور کبھی شیر کی۔

قوموں کی تاریخ میں یک جہتی، اتحاد اور یک جان ہونے کا مرحلہ اسی وقت آتا ہے جب ان کا دشمن مشترک اور خوفناک ہو۔ امریکہ دنیا بھر سے آئے ہوئے مہاجروں کی ایک قوم تھی۔ انہوں نے ۱۹۱۷ء میں روس کے بننے کے بعد سے اپنے لیے ایک مشترکہ دشمن یعنی کمیونسٹ کو تخلیق کیا۔ اسے انسانیت کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا۔ جب ۱۹۹۲ء میں روس ٹوٹا، لوگوں نے تاریخ کا انجام نامی فلسفہ بگھارنے شروع کیے، لیکن امریکہ نے اپنی قوم کو متحد کرنے کے لیے ایک اور دشمن تخلیق کر لیا۔ مسلم امہ..... یہ لوگ چھا جائیں گے۔ یہ ہم سے لائف سٹائل چھین لیں گے۔ اس امہ کا خوف اس قدر پوری امریکی قوم پر سوار کیا گیا کہ وہ کچھ اور سننے کو تیار نہ ہوئی۔ قوموں کو متحد کرنے، ایک جان کرنے کا یہ اصول میرے اللہ کا تخلیق آدم کے وقت سے بنیادی اصول ہے۔ اللہ نے آدم کو تخلیق کیا تو ساتھ ہی ایک مشترکہ دشمن بھی وجود میں لایا گیا۔ اللہ نے فرمایا:

”بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔“

اسے صرف مسلمانوں، عیسائیوں، ہندوؤں یا یہودیوں کا کھلا دشمن نہیں قرار دیا گیا بلکہ انسان کا کھلا دشمن کہا گیا۔ لیکن کمال ہے انسان نے اسے دوست بنایا اور پھر اس کرۂ ارض کو جنگ اور قتل سے بھر دیا۔ خوش نصیب ہوتی ہیں وہ قومیں جنہیں کوئی مشترکہ دشمن نصیب ہو جائے۔ جو ان میں غیرت جگا دے، ان کو حمیت سے جینا سکھا دے، ان کو متحد کر دے، ایسے ہی کھرا اور کھوٹا الگ ہو جاتا ہے۔ بزدل اور باغیرت کی پہچان ہو جاتی ہے۔ میرا اللہ فرق واضح کر دیتا ہے۔ (بہ شکر یہ ایکسپریس)

چھوڑی جا رہی ہے۔ امریکہ وہاں رہے گا، وہ جائے گا نہیں، کیا خوش فہمی ہے۔ اپنے اس ”عظیم“ مہربان کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں، ویت نام میں رہا، چلی میں رہا، ہنڈراس میں رہا، بولیویا میں رہا، سب جگہ جوتے کھا کر ذلت کے ساتھ دم دبا کر بھاگا۔ میرے یہ عظیم دانش ور رسول سوسائٹی کے مہربان جو اس ملک میں سیلاب کی تباہ کاریوں میں کسی انسان کی مدد کرتے نظر نہیں آ رہے، امریکہ کی جنگ لڑنے میڈیا میں موجود ہیں۔

یہ کمال کے لوگ ہیں۔ جب دسمبر ۱۹۷۹ء میں روس افغانستان میں داخل ہوا تھا تو یہ اس ملک کی سڑکوں پر بھنگڑے ڈال رہے تھے۔ وہ دیکھو سرخ پھر بریا سرحد عبور کرنے والا ہے۔ تمہاری داڑھیاں نوج لی جائیں گی اور سارا انقلاب ہوا کی طرح اڑا دیا جائے گا۔ کیسے کیسے مضمون لکھے گئے، کیسی کیسی نظمیں تحریر ہوئیں، سرحدوں پر انقلاب کے سویرے کی نوید سنائی گئی۔ لیکن ان سب کو کیا ادراک کہ اس مملکت خدا داد پاکستان کے ساتھ ایک ایسی قوم بھی بستی ہے جو صرف اور صرف اللہ پر اعتماد کرتی ہے۔ میں سوویت یونین کی ذلتوں اور رسوائیوں کی داستان بیان نہیں کرنا چاہتا۔ اس ملک ہی نہیں پوری دنیا کی سڑکوں نے اس عالمی طاقت کو یوں رسوا دیکھا کہ پورے یورپ میں صرف عظیم سوویت یونین کی لڑکیوں کا جنسی کاروبار سالوں تک ہوتا رہا اور آج بھی جاری ہے۔ جس امریکہ کو وہ کمیونسٹ پچھتر سال گالیاں دیتے رہے اسی کے دروازے پر امداد کی بھیک کے لیے کھڑے نظر آنے لگے۔

یہ لوگ بھی کمال کے ہیں۔ اگرچہ گویا بولیویا سے کیوبا جا کر لڑے تو ہیرو، اگر فرانس کے لوگ جنرل گپ کے ساتھ جا کر ویت نام میں کارروائیاں کریں تو عظیم، اگر سارتر الجزائر جا کر لڑے تو عظیم انقلابی ادیب، اگر ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں بلوچستان میں آپریشن کے دوران بلوچ علیحدگی پسندوں کے ساتھ کوئی جا کر پہاڑوں میں لڑے اور ان کے ہمراہ سندھ اور پنجاب سے بہت سے انقلابی سرخ جھنڈوں کے سائے میں اس ملک پر لہرانے کی جدوجہد کریں تو وہ انسانی حقوق کے علمبردار۔ لیکن اگر کوئی اللہ پر یقین رکھے، اور فلسطین، بونیا، چیچنیا یا افغانستان کے مظلوموں کی مدد اور عالمی طاقتوں کے

تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دوشخوں کا آنا ضروری ہے

مولانا احمد الدین لکھڑوی رحمہ اللہ

تالیف: مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ

صفحات: ۲۴۷

ناشر: مکتبہ قدوسیہ، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

جماعت اہل حدیث اور مسلک اہل حدیث کی خدمت و اشاعت کے عنوان سے جن بزرگوں اور اکابرین اہل حدیث نے دور دراز کے سفر فرمائے، سرد و گرم حالات و واقعات سے گزرے اور تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا، ان میں بڑے بڑے علمائے کرام و شیوخ کے نام آپ کو ملیں گے۔ اسی طرح خطابت، تدریس، تصنیف، تحریر و تقریر، مناظرے اور مباحثے کے میدان میں جن بزرگوں نے دن رات محنت کی ان میں ایک نام حضرت مولانا احمد الدین لکھڑوی رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

مولانا احمد الدین ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ بدو شعور ہی سے قرآن و سنت کی تعلیم حاصل کرنے لگے اور تبلیغ کا فریضہ انجام دینے لگے تھے۔ مولانا موصوف نے اپنی ساری زندگی بڑی سادگی سے گزاری۔ توحید و سنت کی تبلیغ اور بدعات و رسومات کے رد میں ان کی بڑی خدمات ہیں۔ مسلک اہل حدیث، جو خالصتاً قرآن و سنت کا مسلک ہے، کی انہوں نے بڑی خدمت کی، اس سلسلے میں کسی رو و رعایت کے قائل نہیں تھے۔ مخالف قرآن و سنت عمل کو کبھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ مسلک اہل حدیث کی حقانیت کے لیے موصوف نے بڑے مناظرے کیے، دیگر مسالک کے اہل علم سے جب بھی اور جہاں بھی بات چیت کے لیے بلائے گئے آپ بلا جھک وہاں پہنچے۔ کئی لوگ مولانا لکھڑوی کی علمی گرفت سے گھبراتے اور ان کے مد مقابل آنے سے کئی کترا جاتے تھے۔ اس کی کچھ تفصیل اس کتاب میں ملے گی۔

انہوں نے جتنے مناظرے کیے کسی ایک میں بھی شکست نہیں کھائی تھی۔ زیر تبصرہ کتاب مؤرخ اہل حدیث حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔ مولانا لکھڑوی کی وفات ۱۹۷۳ء میں ہوئی۔ ان پر باقاعدہ کتاب اب تک نظر سے نہیں گزری تھی۔ سینہ بہ سینہ واقعات سنے اور سنائے جاتے تھے۔ اللہ کریم اجر عظیم عطا فرمائے اور بھلا کرے جماعت اہل حدیث کے عظیم محترم مولانا محمد عارف جاوید محمدی رحمہ اللہ (کویت) کا کہ انہوں نے مولانا احمد الدین لکھڑوی رحمہ اللہ کے حالات زندگی اور مسلک اہل حدیث کے لیے خدمات کو زینت کتاب بنانے کے لیے مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کی خدمات حاصل کیں۔

مولانا بھٹی صاحب نے اس سلسلے میں خود بھی محنت اور کوشش فرمائی اور ”الاعتصام“ میں اعلانات بھی کروائے۔ بعض مضمون بھی شائع ہوئے اس طریقے سے جن احباب جماعت و اہل علم سے جو بھی معلومات دستیاب ہو سکیں، اسے کتاب کی زینت بنایا گیا ہے۔ اس کتاب کو پچیس ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان ابواب میں مولانا احمد الدین لکھڑوی رحمہ اللہ کے معاصر علمائے کرام، مولانا کا خاندانی پس منظر، مرزائیوں، حنفیوں، شیعوں اور عیسائیوں سے مناظرے اور مباحثے، مولانا مرحوم کی خطابت، تدریس، اخلاق و عادات، تصانیف اور مولانا کے عزیز واقارب سے کیے گئے انٹرویوز و خطوط کا ذکر شامل کتاب ہے۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کی یہ عظیم کتاب مولانا احمد الدین لکھڑوی کے حالات پر بیشتر قیمتی مواد سے لبریز ہے۔ مولانا بھٹی رحمہ اللہ نے جس بزرگ یا اہل قلم سے جو واقعہ یا معلومات حاصل کیں اُسی کے نام سے اس کا ذکر کر دیا ہے۔ اکابرین اہل حدیث کے ان واقعات کو جمع کرنا بھی ایک کار خیر ہے۔ کتاب بڑی دلچسپ، مجلد اور کمپیوٹر کمپوزنگ ہے۔

دعا ہے اس کتاب کو منظر عام پر لانے اور لکھنے و لکھانے والوں کو اللہ کریم اجر عظیم سے نوازے۔ کتاب کا انتساب حضرت شیخ الحدیث

مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء) کے نام ہے۔ مولانا عبدالحق مدنی (کویت) کا پیش لفظ ہے۔ اس کتاب کی قیمت درج نہیں ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیان

مؤلف: مولانا محمد اقبال کیلانی

صفحات: ۲۰۸ صفحات

قیمت: ۲۵۰/- روپے

ناشر: حدیث پبلی کیشنز لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

امر بالمعروف یعنی نیکی کا حکم دینا اور نہی عن المنکر سے مراد برائی سے منع کرنا ہے۔ نیکی بذات خود روشنی ہے اور منکر یعنی برائی بہ ظاہر و باطن اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ ایک بہترین اُمت کی اچھائیوں میں سے ایک اچھائی یہ بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ ”تم بہترین اُمت ہو جسے لوگوں (کی ہدایت) کے لیے میدانِ عمل میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔“ (آل عمران: ۱۱۰)

تاریخ کی کتب اور کتب تفاسیر میں کثیر واقعات درج ہیں کہ جس جگہ نیکی ختم ہوئی وہاں گمراہیوں نے ڈیرے ڈال لیے، عزت و آبرو ختم ہونے لگی، اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور رحمت نے اس جگہ سے مومنہ پھیرا اور نیکی کے فقدان کے سبب اس جگہ اللہ کریم کا عذاب آیا اور سختی نے وہاں کے لوگوں کو بھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اللہم لا تجعلنا منہم

خوش نصیب ہیں وہ مقامات اور افراد جہاں رنگ و بو کہ جنھوں نے برائیوں سے اجتناب کیا، اپنے اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے گئے اصولوں اور ضابطوں پر چل کر امور نیک اپنائے بھی اور لوگوں کو بتائے بھی۔ برائی کے کام اسی طرح برے ہیں جس طرح برائی بری چیز ہے۔ لہذا برے کاموں کے انجام بھی برے ہی ہوں گے۔

زیر تبصرہ کتاب ”امر بالمعروف و نہی المنکر“ کے عظیم الشان عنوان سے معرض تحریر میں لائی گئی ہے۔ مؤلف کتاب ہذا حضرت مولانا محمد

اقبال کیلانی رحمۃ اللہ علیہ اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی رہنمائی کی خاطر بیشتر علمی و تحقیقی اور مبنی بر کتاب و سنت مواد سے لبریز کتب تالیف فرماتے چلے آ رہے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب بھی انہی کی تالیف ہے۔ اوامر و نواہی کے سلسلے میں انھوں نے ۲۰۸ صفحات کی اس کتاب میں قرآن و سنت سے ۲۶۴ مسائل و احکام اخذ و ترتیب دیے ہیں۔ ان مسائل کو پہلے متن (عربی) میں لکھا ہے اس کے بعد اس کا عام فہم اردو ترجمہ آسان پیرائے میں تحریر کیا ہے۔ تخریج کتب باحوالہ ہے اور بیان مدلل ہونے سے خاصا مواد میسر آ گیا ہے۔ مولانا موصوف ”تفہیم السنہ“ کے پاکیزہ عنوان سے کتب مرتب فرماتے ہیں۔ مذکورہ کتاب بھی اس سلسلے کی ستائیسویں کتاب ہے۔ خیر اور بھلائی کے امور پر مشتمل یہ کتاب نیت کے مسائل، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی فضیلت، نیکی کے امور میں غفلت اور برائی کے امور میں سبقت کے نقصانات، اوامر و نواہی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب محمد رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کوششوں کا ذکر، اہل و عیال کی تربیت جیسے عنادین قائم ہیں۔

آج نئی نئی برائیاں وقوع پذیر ہیں اور امور خیر سے توجہ ہٹی ہونے کے باعث نقصانات ہو رہے ہیں کہ ہمارے ارد گرد مہنگائی ہے، دہشت گردی ہے، بے دین اور بے رحم انتظامیہ و حکم ران ہیں۔ الا ماشاء اللہ اور اپنے ہی لوگوں پر اغیار کے اشارۂ ابرو پر کارروائیاں، آفاتِ سماوی یعنی زلزلے اور ڈینگی کی بیماری، حد سے زیادہ بارشیں، سیلاب اور اس سے برپا علاقوں کے علاقے غرقِ آب ہونے سے اموات وغیرہ کا ہونا روزمرہ کی خبریں بن چکی ہیں۔ العیاذ باللہ من ذلک

آج ضرورت ہے کہ نیکیوں پر رغبت اور برائیوں سے انغماض برتا جائے۔ یہ کتاب ایسی تعلیمات ہی کا مجموعہ ہے۔ ہر اہل علم، خطیب اور مبلغ کی ضرورت بھی ہے۔ اہل حدیث کتب خانوں پر دستیاب ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ، موٹافونٹ اور محقق کتاب ہے۔ کارڈ کور، قیمت ۱۲۲ روپے رکھی گئی ہے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ ناشر و مرتب کی یہ محنت قبولِ عام کا درجہ حاصل کرے، آمین۔

ڈیگی وغیرہ کا دم

مچھر و دیگر موذی جانوروں کے کاٹے کا علاج یہ ہے کہ صبح و شام کی مسنونہ دعاؤں کا اہتمام فرمایا جائے، نماز پنجگانہ خود بھی قائم کریں اور اپنے اہل و عیال کو بھی تلقین فرمائیں۔ تلاوت قرآن کریم اور اذعیہ مسنونہ ضرور پڑھیں۔ ان سب اعمال میں شفا ہے۔

((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) ((بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ))
صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھ کر جسم پر دم کر لیں۔ (ایک خیر خواہ)

مولانا محمد شفیع مسکین کی وفات

مولانا محمد شفیع مسکین (خطیب جامع مسجد اہل حدیث کھارک شاپ، لاہور) طویل عرصہ علیل رہنے کے بعد بروز ہفتہ یکم اکتوبر ۲۰۱۱ء کی رات قضائے الہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مولانا موصوف مبلغ توحید و سنت، شاعر قرآن و سنت اور کہنہ مشق مربی و استاذ تھے۔ انھوں نے حقیقت کو چھوڑ کر مسلک اہل حدیث اختیار فرمایا تھا۔ مساجد اہل حدیث اور ان کی تعمیر و ترقی کا انہیں بڑا ذوق تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں سترہ مساجد اہل حدیث تعمیر کرائیں۔ ان کی نماز جنازہ اتوار کی صبح دس بجے شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ مسعود عالم رحمہ اللہ نے پڑھائی۔ سیکڑوں احباب جماعت، طلباء، علمائے کرام و احباب جماعت شریک جنازہ ہوئے۔ دعا ہے اللہ کریم انہیں جنت الفردوس میں مقام عطا کرے۔ پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین۔ (محمد سلیم چنیوٹی)
صحیح۔ تعذیر

ہفت روزہ الاعتصام لاہور شمارہ نمبر ۲۷، جلد ۶۳ (۱۳ تا ۱۴ جولائی ۲۰۱۱ء) میں شائع شدہ مضمون ”ارض توحید۔ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ“ میں میں نے ماہنامہ ”محدث“ لاہور کے شمارہ بابت اپریل ۲۰۱۱ء میں طبع شدہ مضمون بعنوان ”امت مسلمہ کے خزانے اور خاتم حکمرانوں کی عیاشیاں“ کا حوالہ دیا تھا۔ جو محترم حافظ صلاح الدین کا تحریر کردہ تھا۔ نام کی یکسانیت کی وجہ سے میں نے اس مضمون کو محترم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب (مفسر احسن البیان) کی طرف منسوب کر دیا۔ جب کہ یہ حافظ صلاح الدین صاحب دوسرے ایک صاحب ہیں۔ اس سہو پر میں محترم حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی خدمت میں تہہ دل سے معذرت خواہ ہوں۔ (محمد اقبال کیلانی، سعودی عرب)

ضرورت رشتہ

صاحب حیثیت بلوچ دینی گھرانہ کی ۳۳ سالہ ایف اے خلع یافتہ (بغیر بچہ) ہمہ اوصاف بیٹی کے لیے جنوبی پنجاب سے کنوارا/ بغیر بیوی بچوں کے رنڈ وا آفیسر/ اعلیٰ تعلیم یافتہ کاروباری رشتہ درکار ہے۔

ناظم ادارہ توحید و سنت

نیو ملتان 0300-7322344

دینی دنیاوی

تمہارے تمام مطالبہ کیلئے باوقار و شہرت

جامعہ میں تمام مدرسین
فقہ و اسلامیات کے ائمہ
عالیہ الشان کا مشہور
کیا کیا اور کیا ہے

قسم الانداسات الاسلامیۃ والعقوبۃ

درس نظامی کے ساتھ ساتھ
میٹرک تا بی اے کے سہولت
کے ذریعے

2005ء جولائی 1426ھ 2 حلقات
2006ء جولائی 1427ھ 2 حلقات
2007ء جولائی 1428ھ 6 حلقات
2008ء جولائی 1429ھ 7 حلقات
2009ء جولائی 1430ھ 3 حلقات
2010ء جولائی 1431ھ 4 حلقات
2011ء جولائی 1432ھ 2 حلقات

ماہنامہ (ایم اے) میں 1 طالب علم

جامعہ کا پشاور
مدینہ یونیورسٹی میں شہرت
7 سالوں 27 طالب داخلہ

جامعہ کی مسند
وفاق کی مسند کی اہمیت
ایم اے اسلامیات

جامعہ اسلامیہ

10 شوال 1432ھ

حافظ عبدالغفور

بیت القلہ
حضرت مولانا

علامہ محمد علی

حافظ احمد حق

عظیم الشان جامعہ محمدیہ دینیہ کتب خانہ لائبریری جامعہ یونیورسٹی سے آگاہ کلاں لائبریری
اور سرسبز ماحول کی پیشکش ہے، دین قابل تہنیت لائبریری کے قابل مسند کلام، ضابطہ
سنوئی لائبریری میں مطلق دینیہ یونیورسٹی سے مطلق جامعہ الامام محمد بن عبد اللہ السیوطی (الہامی)
اور جامعہ ام القریٰ جامعہ محمدیہ دینیہ دینیہ داخلہ کے ذریعے

بانی
عبدالرشید قمرانی
0321-4041980

شرائط داخلہ

دانشہ کے وقت والد یا سرپرست کا حوالہ آنا لازمی ہے
اصد وار کا پراثری پاس اور داخلہ قرآن پڑھا ہونا ضروری ہے
مڈل پاس اور حافظ قرآن کو ترجیح دی جاتی ہے

جامعہ اسلامیہ
دینیہ جامعہ اسلامیہ
0544 613672 613671

مجلس اتحادِ ملت کے اغراض و مقاصد

یہی مقصد ہے اے مسلمانو!
مجلس اتحادِ ملت کا
ہو سر افزا امت مرحوم
ختم ہو دور اس کی ذلت کا
اپنی فطرت کا تذکرہ کیجیے
نہ کہ اغیار کی جبلت کا
مسجدیں ہی نکھار سکتی ہیں
رنگ حرمت کا اور حلت کا
آپ کثرت پہ غالب آئیں گے
فکر کیجیے نہ اپنی قلت کا
قوم جو سو رہی ہے اٹھ بیٹھے
گر نکل جائے حرف علت کا

(مولانا ظفر علی خان)